ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک16جنوری 2015ء | 25/ربیع الاوّل 1436 ہجری قمری ❁ 16/صلح 1394 ہجری شمسی | شمارہ03

تُو ہی نگران تھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یوم حشر کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا کہ میرے صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ تب مَیں کہوں گا میرے صحابہ، میرے صحابہ! تو اللہ فرمائے گا کہ جب تُو اُن سے جدا ہوا تو یہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے تھے۔ تب میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰؑ) نے دیا تھا کہ یا ربّ! میں تو ان پر صرف اس وقت تک نگران تھا جب تک ان میں موجود رہا۔ جب تُو نے مجھے وفات دیدی پھر صرف تُو ہی ان کا نگران تھا اور تُو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ۔ سورة مائدہ حدیث نمبر 4259)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جماعت کے واعظین کی صفات

”یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں، تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دُوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں، مگر خود اس پر عمل نہیں، وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے، بلکہ اُن کا وعظ بعض اوقات اِباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے کیونکہ سُننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لئے سب سے اوّل جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اُس کی عملی حالت ہے۔

دوسری بات جو ان واعظوں کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہارِ حق کے لئے بول سکیں اور حق گوئی کے لئے اُن کے دل پر کسی دولتمند کا تموّل یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔

یہ شجاعت اور ہمّت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے چلے آئیں گے۔ مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اوّل پورا علم ہو۔ دوم تقویٰ ہو۔ کوئی علم بِدُوں تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے اور تقویٰ بِدُوں علم کے نہیں ہو سکتا۔ سنّت اللہ یہی ہے۔ جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تینوں باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں۔ اور یہ مَیں اس لئے چاہتا ہوں کہ اکثر ہمارے نام خطوط آتے ہیں، فلاں سوال کا جواب کیا ہے؟ فلاں اعتراض کرتے ہیں اس کا کیا جواب دیں؟ اب ان خطوط کے کس قدر جواب لکھے جاویں۔ اگر خود یہ لوگ علمِ صحیح اور پوری واقفیت حاصل کریں اور ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں تو وہ ان مشکلات میں نہ رہیں۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 281۔282۔ایڈیشن2003ء مطبوعہ ربوہ)

قیامت کے روز حشر کیسے ہوگا

عرب صاحب نے سوال کیا کہ قیامت کے دن لوگ جس طرح مرتے ہیں اسی طرح اوّل و آخر نمبروار حاضر ہوں گے یا ایک دم تمام متقدمین و متاخرین اکٹھے اٹھیں گے؟

فرمایا: ”الگ الگ ثابت نہیں، سب اکٹھے اٹھیں گے۔ ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا خدا بڑا قادر ہے۔ دیکھو نطفہ کیا چیز ہے اور پھر اس سے کس طرح انسان کامل بن جاتا ہے۔ ہر شخص جو خدا کو ماننے والا ہے سورج چاند وغیرہ اجرام کو دیکھ کر کیا وہ بتلا سکتا ہے کہ کن چھکڑوں پر یہ اسباب آیا تھا اور ان کا مصالحہ کہاں سے آیا تھا؟ یہی ماننا پڑے گا اور پڑتا ہے کہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یٰس: 83) پھر ہم کو ایسا ہی ماننا چاہئے کہ قیامت کے روز سب کا ایک دم مقابلہ کرا دے گا اور جن حسرتوں میں مومن مر گئے تھے اور ان کو معلوم نہ تھا کہ ہمارے مخالفوں کا کیا حال ہوا وہ ان کو دکھلا دیا جائے گا کہ دیکھو اے راستباز بندو! یہ منکرین کا حال ہے۔ تب ان راستبازوں کو لذّت آوے گی۔ پس خدا کو ہم مان ہی نہیں سکتے جب تک کہ اس کو صاحبِ مقدرتِ کُلّی نہ مان لیں۔ پہلے اس کے کاموں کو دیکھو۔ ہم سب کو ماننا پڑتا ہے کہ ان کا کوئی فاعل ہے۔ پھر کیا وجہ کہ ایک حصّہ میں اس کو ماننا اور ایک حصہ میں اس کا انکار کرنا اور شبہات میں پڑنا۔ یا تو پہلی دفعہ ہی انکار کرنا چاہئے یا بکلّی ماننا چاہئے۔ خدا کی صفات اور کام غیر محدود ہیں۔ کیا دنیا کی ہزار ہا مخلوق اس بات کی کافی دلیل نہیں کہ خدا بڑا قوی خدا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 636۔637۔ایڈیشن2003ء مطبوعہ ربوہ)

قبر میں سوالات

عرب صاحب نے سوال کیا کہ **فرشتہ مرنے کے بعد کس زبان میں سوال کرے گا؟** فرمایا: ”ہمیں انگریزی، فارسی، اردو، عربی وغیرہ سب زبانوں میں الہام ہوتے ہیں فرشتہ ہر زبان بول سکتا ہے“۔ سوال کیا کہ **کیا فرشتہ یہی سوال کرے گا مَنْ رَّبُّكَ وَ مَنْ نَبِيُّكَ؟ اگر یہی سوال کرے گا تو اس کے جواب یاد کر لئے جائیں تو وہاں پاس ہو سکتے ہیں؟** فرمایا: ”نہیں۔ یہ ایک ایمانی بات ہے۔ یہی دو لفظ یاد کر کے دنیاوی امتحانوں کی طرح کبھی پاس نہیں ہو سکتے بلکہ انسان جس رنگ سے رنگین ہوگا وہی جواب اُس کے منہ سے نکلے گا۔ پھر لکھا ہے کہ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ قبر میں راحت یا رنج کا سامان مہیا کیا جائے گا“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 637۔ایڈیشن2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

❁......شادی نکاح میں اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کی طرف زور دیا ہے، ان میں سے ایک قول سدید ہے۔ یعنی سچائی اور ایسی سچائی جس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 02 مارچ 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح ہمارے نئے فارغ التحصیل مربی سلسلہ کا ہے جو جامعہ احمدیہ یوکے سے پہلے Batch میں فارغ ہوئے ہیں۔ جو ایک واقفۂ نو سے ہو رہا ہے۔ اور دوسرے نکاح میں وقف نو کوئی نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: شادی نکاح میں اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کی طرف زور دیا ہے، ان میں سے ایک قول سدید ہے۔ یعنی سچائی اور ایسی سچائی جس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔ کسی قسم کا ایسا تأثر پیدا نہ ہوتا ہو جس کے ایک سے زیادہ مطلب نکلتے ہوں۔ صاف اور سیدھی اور کھری بات ہونی چاہئے۔ اسی لئے شادی سے پہلے، نکاح سے پہلے، رشتہ دینے سے پہلے، احسن طریقہ یہی ہے کہ استخارہ بھی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے راہنمائی بھی چاہی جائے۔ دوسروں کو بھی دعا کے لئے کہا جائے تاکہ اللہ کے نزدیک اگر یہ رشتہ بہتر ہے تو ہو جائے۔ اور جب ایسے رشتے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے کئے جاتے ہیں تو یقیناً ان میں برکت بھی پڑتی ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زندگی میں بے شمار اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں اس لئے ہمیشہ ہر معاملہ میں، لڑکے لڑکی کو، میاں بیوی کو تمام زندگی میں سچائی پر قائم رہنا چاہیے اور ایک دوسرے سے سچی اور صاف اور سیدھی بات کرنی چاہئے جس سے اعتماد بھی بحال رہے گا، زندگی بھی آسان گزرے گی اور آئندہ نسلیں بھی نیکیوں پر قائم رہنے والی ہوں گی۔ سچائی پر قائم رہنے والی ہوں گی۔

ایک احمدی جس نے اس زمانہ میں ایک سچائی کو مانا۔ عام مسلمان، پیدائشی مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوتے ہیں۔ بعض بعد میں بھی اسلام میں داخل ہوتے ہیں لیکن اس زمانہ کی سچائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی۔ جو اللہ تعالیٰ نے بتائی وہ یہ تھی کہ اسلام کی اگلی ترقی اور نشأۃ ثانیہ، اس کا آگے بڑھنا، دنیا پر غالب آنا مسیح الزمان کے ذریعہ سے ہوگا، مسیح موعود کے ذریعہ سے ہوگا، مہدی موعود کے ذریعہ سے ہوگا اور اس سچائی کو ایک احمدی نے مانا۔ چاہے وہ پیدائشی احمدی ہے یا بیعت کر کے داخل ہوا ہے۔ اور جب اس سچائی کو مان لیا تو اس لئے مانا کہ اب اس کا ہر قول و فعل سچائی پر قائم رہے گا ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں۔ جیسے دوسرے مسلمان ویسے ہم۔ بہت ساری چیزوں میں آپ دیکھیں، نماز وہی ہے، قرآن وہی ہے، باقی باتیں وہی ہیں لیکن عمل میں سچائی اب تک احمدیوں میں زیادہ نظر آتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ غیر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں۔ پس اس سچائی کو قائم رکھنے کے لئے چھوٹے سے چھوٹے level پر، بنیادی سطح پر ہر انسان کو کوشش کرنی چاہئے۔ اور وہ بنیادی سطح انسان کا اپنا گھر ہے۔ پس یہاں سے اس سچائی کو ہمیشہ قائم رکھیں تاکہ اگلی نسلیں بھی سچ بولنے والی ہوں، سچائی پر قائم رہنے والی ہوں اور اسلام کی خاطر سچائی سے، دلی شوق سے اس سچائی کو قائم رکھنے کے لئے قربانیاں کرنے والی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ دونوں رشتے جو آج قائم ہو رہے ہیں، ہر لحاظ سے سچائی پر قائم رہنے والے ہوں۔ ایک دوسرے پر اعتماد کرنے والے ہوں۔ اور کبھی ان میں ایسے مسائل پیدا نہ ہوں جو دراڑیں ڈالنے والے ہوں۔ اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح ہوں۔

ان چند الفاظ کے بعد اب مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلا نکاح عزیزہ ذکیہ ملاحت ورک واقفۂ نو کا جو محترم احتشام الحق ورک صاحب کی بیٹی ہیں یاسر عتیق احمد فوزی صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ ہے۔ یہ نکاح پچاس ہزار نارویجین کرونز حق مہر پر طے پایا ہے۔ مکرم فضل احمد صاحب بچی کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ خلت احمد بنت مکرم مبارک احمد صاحب آف مچم یوکے کا عزیزم توصیف الدین مہیب محمد ابن مکرم محمد ظہیر الدین صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پہ طے پایا ہے۔

حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا۔ دوسرے اعلان نکاح کے ایجاب و قبول کے دوران حضور انور نے مزاح کے رنگ میں ازراہ شفقت دولہا سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ شکل سے تو آپ بڑے نرم لگتے ہیں، نام بڑا مہیب رکھا ہوا ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

مالٹا ٹیلیویژن پر پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انٹرویو کی تشہیر اور ایک اٹالین میگزین میں جماعت سے متعلق تفصیلی مضمون کی اشاعت

(لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ مالٹا)

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت ہے کہ اسلام احمدیت کی آواز دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے اور خدا تعالیٰ خود مسیح الزمان کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کے انتظام فرما رہا ہے جس کے نظارے دنیا کے مختلف ممالک میں نظر آتے ہیں۔

امسال جلسہ سالانہ برطانیہ 2014ء پر مالٹا سے تین عیسائی دوستوں نے شرکت کی۔ واپسی پر ایک صحافی دوست نے جماعت سے متعلق ٹیلیویژن پر سوا گھنٹہ پر مشتمل پروگرام نشر کیا۔ دوسرے دوست نے ایک اٹالین میگزین میں جماعت سے متعلق مضمون لکھا اسی طرح تیسرے دوست نے بھی اپنے حلقہ احباب میں جماعت کا تعارف پھیلایا۔ اس طرح ان تین دوستوں کے توسط سے اللہ تعالیٰ نے مالٹا اور اٹلی میں ہزاروں لوگوں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر مالٹا سے آئے ہوئے صحافی مکرم اوان بارطولو صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ جماعت سے متعلق ایک گھنٹہ کا پروگرام تیار کر کے نشر کریں گے۔ مالٹا واپسی پر انہوں نے سوا گھنٹہ پر مشتمل ایک تفصیلی پروگرام بنایا جس میں مبلغ سلسلہ مالٹا کا انٹرویو بھی کیا گیا اور مالٹا کے NET-TV پر مؤرخہ یکم نومبر 2014ء بروز ہفتہ پرائم ٹائم میں یہ پروگرام نشر ہوا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے مالٹا میں پہلی بار ٹیلیویژن پر حضور انور کا انٹرویو نشر ہوا جو اس ملک اور یہاں کے لوگوں کے لئے ایک عظیم سعادت کا باعث ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

مکرم اوان بارطولو صاحب نے اس پروگرام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو سے کچھ حصے پیش کئے اور جماعت سے متعلق تفصیل سے سوالات کئے۔ پروگرام کے آغاز میں انہوں نے بتایا کہ وہ حضور انور سے ملاقات اور انٹرویو کے لئے لندن گئے اور وہ خلیفہ وقت کے وقت دینے پر تہِ دل سے مشکور ہیں۔

میزبان نے اس پروگرام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی روحانی شخصیت کو بڑے اچھے الفاظ میں بیان کیا اور کہنے لگے کہ حضور انور کے منہ سے ہمیشہ حکمت اور انسانیت کی بھلائی کی باتیں نکلتی ہیں جب حضور کو سنیں تو دل چاہتا ہے کہ سنتے چلے جائیں اور وہ اکثر حضور انور کے خطابات یوٹیوب (youtube) پر سنتے رہتے ہیں۔

اس انٹرویو کے آخری حصہ میں میزبان نے ایک پادری ماریو اطارد صاحب کو بھی شامل کیا جب انہوں نے اس پادری سے حضور انور کی شخصیت اور پیغام سے متعلق سوال کیا تو وہ کہنے لگے کہ حضور انور کو سنتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں انسانیت کا درد ہے، خدا کی محبت آپ کے چہرہ سے عیاں ہے اور یہ کہ آپ کا ایک Vision ہے جو آپ لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

پروگرام کے نشر ہونے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روحانی شخصیت کا لوگوں پر گہرا اثر ہوا اور میزبان نے بتایا ہے کہ انہیں نہایت حوصلہ افزاء اور مثبت تاثرات اور پیغامات موصول ہوئے ہیں اور لوگوں نے حضور انور کے پیغام کو بہت پسند کیا اور کہا کہ حضور کی آواز وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اسی طرح دوسرے دوست مکرم مائیکل گریک صاحب نے جو کہ مالٹا جونیئر کالج میں فلاسفی کے لیکچرار ہیں نے ایک اٹالین میگزین Confronti کے نومبر 2014ء کے شمارہ میں صفحہ 35 تا 36 پر جماعت سے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے جلسہ سالانہ برطانیہ کی تفصیلات، جماعت کا تعارف اور جماعت کے عقائد بیان کئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان دوستوں کو اجر عظیم سے نوازے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انٹرویو اور میگزین میں مضمون کے نہایت بابرکت اثرات مرتب فرمائے۔ آمین

روزانہ دو نفلوں کی تحریک

❁ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔ پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر332

مکرم محمد سامح مروان المدنی صاحب

مکرم محمد سامح المدنی صاحب کا تعلق شام سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1987ء میں ہوئی، پھر خدا تعالیٰ نے 2009ء میں انہیں بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ وہ اپنے اس روحانی سفر کا احوال یوں بیان کرتے ہیں:

میرا تعلق ایک معتدل مسلمان ومتدیّن گھرانے سے ہے۔ میرے والد صاحب شیخ محمد سعید رمضان البوطی اورشیخ محمد راتب النابلسی اور دیگر مشائخ کے دروس میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے اور اکثر مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ مجھے ان دونوں میں سے شیخ راتب النابلسی کا درس اچھا لگتا تھا۔لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر یہ سلسلہ نہ چل سکا اور میں جلد ہی ایسے مشائخ سے متنفر ہوگیا۔

ٹی وی ’’دجال‘‘!!

علی نامی میرا ایک دوست تھا جو گو کہ مجھ سے عمر میں تو پندرہ سال بڑا تھا لیکن ہماری دوستی بہت گہری تھی۔ یہ دوست معتزلی خیالات رکھتا تھا اور دمشقی شیخ عبدالہادی البانی کے پیروکاروں میں سے تھا۔اس سے مختلف امور کے بارہ میں بات کے دوران میں نے محسوس کیا کہ بعض مسائل کے بارہ میں ان کے ہاں معقول تاویلات اور اچھے خیالات پائے جاتے ہیں، مثلاً ان کا خیال تھا کہ دجال سے مراد ٹی وی ہے۔ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجال بعض اشخاص کو مارے گا اور بعض کو زندہ بھی کرسکے گا، اسی طرح بارش بھی برسائے گا، لہٰذا میرے دوست کا موقف تھا کہ اگر ٹی وی کو دیکھا جائے تو اس کے ڈراموں میں بعض لوگوں کو ماردیا جاتا ہے اور دوسرے ڈرامے میں وہ پھر زندہ نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ڈراموں میں بارش برستی دکھائی جاتی ہے جبکہ حقیقت میں نالیوں کے ذریعہ اوپر سے پانی برسا کر بارش کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔

دو امین اور ایک بانی!

اگرچہ مجھے علی کی بہت سی باتوں سے اختلاف تھا لیکن اس کے خیالات سے مجھے اندازہ ہوا کہ مسلمانوں کے عقائد میں کس قدر خرافانہ امور شامل ہوگئے ہیں۔ میں اس دوست کی باتوں کو سنتا اور اس کی توجیہات کو پسند کرتا تھا کیونکہ اس کی جماعت خرافانہ عقائد کی سخت مخالف تھی اور ان عقائد کی حقیقت کو بیان کرنے کے لئے ہمیشہ عقلی تفسیر پیش کرتی تھی، لیکن جس بات نے مجھے ان کی جماعت میں داخل ہونے سے روکا وہ یہ تھی کہ اس جماعت کے لوگ اپنے تمام عقائد کے بارہ میں کسی کو نہیں بتاتے تھے، بلکہ جو ان کی جماعت میں داخل ہونا چاہے اس کے لئے مختلف مراحل کو عبور کرنا لازمی ہوتا تھا جس کے بعد اسے اس جماعت کی مسجد میں داخل ہونے کی، ان کے شیخ سے ملنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے ہاں شیخ کی بہت عزت کی جاتی تھی۔ جب میں نے ان کی حد سے زیادہ تعظیمِ شیخ کے بارہ میں سوال کیا تو مجھے بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں آیا ہے کہ میری امت میں دو امین اور ایک بانی ہوگا، اور ان کا عقیدہ ہے کہ دو امینوں سے مراد شیخ امین کفتارو اور شیخ امین شیخو ہیں جبکہ بانی سے مراد ان کا شیخ عبدالہادی البانی ہے۔ تلاشِ بسیار کے بعد بھی مجھے تو یہ حدیث کہیں نہ مل سکی، اور اگر ملتی بھی تو نہ جانے اس کی سند، الفاظ اور ان کے معانی پر کیا کیا سوال اٹھائے جاتے۔ بہرحال یہ بات مجھے ہضم نہ ہوئی، لہٰذا کچھ عرصہ کے بعد میں اس جماعت سے دُور ہوگیا۔ لیکن میرے دوست کے ساتھ میرا دوستی کا تعلق قائم رہا۔ میں نے اس جماعت سے بہت کچھ سیکھا، سب سے زیادہ یہ کہ مجھے کئی باطل عقائد کے بارہ میں معلومات اور پھر ان سے رہائی ملی۔

احمدیت سے تعارف

کچھ عرصہ کے بعد میرے اس دوست کا رابطہ محمد الجیرودی اور محمد النحاس نامی دو احمدیوں سے ہوا۔ انہوں نے میرے دوست کو احمدیت کی تبلیغ کی تو اسے جماعت کے عقائد اور افکار بہت پسند آئے۔ وہ ان دو احمدیوں سے جماعت کے بارہ میں باتیں سن کر آتا تو وہ سب کچھ مجھے سناتا اور میرے ساتھ اس کے بارہ میں بات چیت کرتا۔ جماعت احمدیہ کے بارہ میں اس کی بتائی ہوئی اکثر باتوں سے مجھے اتفاق ہوجاتا تھا کیونکہ احمدیت کے دلائل نہایت مضبوط اور عام فہم تھے۔ ان امور میں وفات مسیح، حقیقت دجّال اور ناسخ منسوخ کے بطلان کے مسائل شامل تھے۔ یہ باتیں میرے اندر جماعت کے بارہ میں جاننے کا شوق پیدا کردیتی تھیں اور میرا دل جماعت کی طرف مائل ہونے لگتا، تاہم میں ایک معیّن نقطہ پر پہنچ کر رُک جاتا اور مجھے طرح طرح کے خدشات آ گھیرتے۔ مَیں سوچتا تھا کہ باقی تو سب ٹھیک ہے لیکن احمدی دوسروں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ یہ سوچ کر مَیں نہ صرف احمدیت سے بلکہ تمام فرقوں سے ہی علیحدہ ہوگیا اور نمازوں، تہجد اور دیگر عبادات کی طرف توجہ کی اور الحمدللہ میری روحانی حالت کافی بہتر ہوگئی۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی حضرات کے پیچھے میری نماز کی لذّت جاتی رہی اور میں نے اس حالت سے تنگ آ کر تمام مولویوں کو چھوڑ کر اکیلے ہی نماز پڑھنا شروع کردی۔

احمد دُرّہ کی ایمان افروز کہانی

کچھ عرصہ کے بعد مَیں نے اپنے دوست سے رابطہ کیا تو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس نے بیعت کرلی ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کا ایک بھائی اور کزن بھی بیعت کرچکے ہیں۔ میرے دوست کے بھائی احمد دُرّہ نے مجھے اپنی بیعت کا احوال بھی بتایا جسے سن کر میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اس نے بتایا کہ وہ سب باتیں ماننے کے باوجود وفات مسیح پر آ کر اٹک جاتا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک لمبے عرصہ سے مسیح کے آسمان سے نزول کا منتظر تھا اور مسیح کے لشکر میں شامل ہوکر بیت المقدس کو آزاد کروانے کی اس کی دیرینہ خواہش تھی۔ وفات مسیح کے بارہ میں سن کر اس کے مزعومہ جہاد کے سارے خواب چکناچُور ہوگئے۔ ایک روز اس کے گھر پر بعض احمدی احباب بیٹھے تھے ان میں مکرم معتز القزق صاحب بھی تھے۔ اس دوران جب وفاتِ مسیح کے موضوع پر بات ہوئی تو احمد دُرّہ صاحب نے کہا کہ میں تم احمدیوں کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد وفات مسیح کے موضوع پر مجھ سے بات نہ کریں۔ مکرم معتز القزق صاحب نے کہا کہ میری بھی ایک درخواست ہے کہ آپ خدا تعالیٰ سے اس بارہ میں راہنمائی کے لئے دعا کریں کیونکہ وہ خود فرماتا ہے کہ: إذا سألک عبادي عني فإني قریب أجیب دعوۃ الداع إذا دعان (..........)۔ یعنی: اے رسول اگر میرے بندے تجھ سے میرے بارہ میں پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں۔ احمد دُرّہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ بات قرآن کریم میں مذکور ہے؟ معتز القزق صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: جی ہاں۔

پھر کیا تھا احمد دُرّہ صاحب نے اسی شام سے ہی خدا تعالیٰ کے حضور سجود میں رو رو کر دعا کرنی شروع کردی۔ جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ وہ کسی بلند مقام کی طرف سفر کررہا ہے۔ راستے میں ایک بُھربُھری سی زمین کا ٹکڑا آتا ہے جس پر قدم رکھتے ہی اسے احساس ہوتا ہے کہ یہ اسے کسی گہری کھائی کی طرف دھکیل کرلے جارہا ہے۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک شخص اسے کندھے سے پکڑ کر اٹھالیتا ہے اور کہتا ہے: اے ابوحسن! (یہ احمد دُرّہ صاحب کی کنیت ہے) اب اس جگہ ہرگز نہ آنا، اور یقین کرلو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ لو اب اپنے راستے پر چلتے رہو۔

جب احمد دُرّہ صاحب بیدار ہوئے تو اپنے بھائی سے فون کرکے کہا کہ میں نے معتز القزق صاحب کے پاس جانا ہے۔ پھر جب وہ دونوں معتز صاحب کے گھر پہنچے تو گھر میں داخل ہوتے ہی دیوار پر لگی ایک تصویر کو دیکھ کر احمد دُرّہ صاحب ٹھٹھک کر رہ گئے اور پوچھا کہ یہ کس کی تصویر ہے؟ معتز القزق صاحب نے بتایا کہ یہ حضرت مسیح موعود وامام مہدی علیہ السلام کی تصویر ہے۔ یہ سنتے ہی احمد دُرّہ نے نہایت جذباتی کیفیت میں کہا کہ میں ابھی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ پوچھنے پر احمد دُرّہ نے سارا رؤیا سنا کر بتایا کہ آپ کے کمرے کی دیوار پر لگی یہ تصویر اسی شخص کی ہے جس نے خواب میں مجھے کندھوں سے پکڑ کر دلدل نما مٹی سے نکال کر کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔

قبول احمدیت

احمد دُرّہ صاحب کی کہانی سن کر میں بہت متاثر ہوا اور مجھے دوبارہ احمدیت کے بارہ میں جاننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس وقت وہاں پر ایک نوجوان احمدی مکرم عبدالقادر عودہ صاحب دیگر احمدی نوجوانوں کی کلاس لیتے تھے۔ ان کی باتیں مجھے بہت اچھی لگتی تھیں۔ انہوں نے سب باتوں کی وضاحت کے بعد ایک روز مجھ سے پوچھا کہ تم کس بات کا انتظار کررہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں ابھی مزید جاننا چاہتا ہوں۔ چندروز کے بعد یوسف رعد نامی ایک نومبائع آیا اور ہم بیٹھے جنّوں کے بارہ میں باتیں کررہے تھے کہ عبدالقادر عودہ صاحب بھی آگئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ کو کسی مسئلے کے بارہ میں کوئی شک ہے تو آپ پوچھ سکتے ہیں؟ میں نے حسبِ معمول کہا کہ شک تو نہیں لیکن ہم مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میری یہ بات سن کر یوسف رعد صاحب نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ احمدیت کے ساتھ تعارف سے قبل تو ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہمارا مقصدِ پیدائش کیا ہے؟ اور اب جبکہ احمدیت کی وجہ سے ہمیں ان باتوں کا علم ہوگیا ہے تو اب ہماری ایک ہی رَٹ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے قبل ہم سب کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ انکی مراد یہ تھی کہ جب سب کچھ واضح ہوگیا ہے تو بیعت میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے تفصیلی علم بعد میں بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ان کی یہ بات میرے دل کو لگی اور میں نے فوراً بیعت کرنے کا اعلان کردیا۔ میرے ساتھ دو اور دوست بھی اسی مرحلہ سے گزر رہے تھے۔ میری بیعت کا سن کر انہوں نے بھی بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اس روز ہم تینوں نے مل کر بیعت فارم پُر کیا۔

جب مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بیعت کا جواب موصول ہوا تو بہت خوشی ہوئی اور مَیں اس وقت سے لے کر اب تک حضور انور کے خطبات سننے کے علاوہ ان کے ترجمہ کو بھی پڑھتا ہوں اور اس روحانی مائدہ سے مستفیض ہوتا ہوں۔

مخالفت کا سامنا

بیعت کے بعد احمدیوں کے ساتھ رابطے کی وجہ سے مجھے میرے اہل خانہ کی طرف سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ میرے والد صاحب مولویوں کے زیر اثر تھے۔ انہوں نے والد صاحب کو ڈرایا کہ تمہارا بیٹا احمدیوں کے ساتھ رسم وراہ رکھتا ہے، تمہیں اس کا سدّ باب کرنا چاہئے۔ لیکن چونکہ والد صاحب گھر میں دیکھ چکے تھے کہ میں بیعت کے بعد پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کی ادائیگی میں بھی باقاعدہ ہوگیا تھا نیز گھر والوں کے ساتھ میرے اخلاق غیر معمولی طور پر اچھے ہوگئے تھے، اس لئے انہوں نے میرے ساتھ کسی طرح کی سختی کا سلوک نہ کیا۔ ہاں اتنا ضرور کہتے رہے کہ ان احمدیوں سے دُور ہوجاؤ۔ میں نے والد صاحب کے ساتھ بہت سے مسائل کے بارہ میں بات کی لیکن مولویوں نے عامۃ النّاس کی عقلوں پر باطل خیالات کے تالے لگائے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مثلاً میں نے والد صاحب سے کہا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں خدا تعالیٰ سے سوال کریں۔ وہ نہایت متعجب ہوکر پوچھنے لگے کہ وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ کیا خدا تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا کہ اُدْعُونِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ؟ اس ارشاد کی پیروی میں اگر آپ پوچھیں تو خدا ضرور بتادے گا۔ نہ جانے انہیں بات سمجھ آئی یا نہیں لیکن انہوں نے فوراً بات کا رخ پھیرتے ہوئے کہا کہ تمہاری جماعت ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں ادا کرتی؟ مَیں نے وضاحت کی کوشش کی لیکن وہ اپنے موقف پر قائم رہے۔

والدہ صاحبہ نے میری کبھی بھی مخالفت نہیں کی۔ تاہم وہ والد صاحب کے موقف کی خلاف ورزی کی جرأت نہیں کرسکتیں۔ ایک بار میں نے انہیں ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ کا عربی ترجمہ دیا۔ انہوں نے اس کا کچھ حصہ پڑھا اور اسے بہت پسند کیا۔ والد صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے مزید پڑھنے سے روک دیا۔

اس کے بعد میں خلیج کے ایک ملک میں آ گیا جہاں ایک انڈین شخص نے احمدیت کی وجہ سے میری سخت مخالفت شروع کردی۔ میں نے کسی کارروائی کی بجائے دعاؤں پر زور دیا۔ خدا کے کام بھی نرالے ہیں۔ اس نے دعاؤں کو سنا اور پھر یوں ہوا کہ اس انڈین پر ابتلاء آیا اور وہ کام سے فارغ کردیا گیا اور مجھے ترقی دے کر اس کی جگہ تعینات کردیا گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی

(تحریر فرمودہ: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

ہمارے ہادی اور راہنما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین ہو کر آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کُل دنیا کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے اس لئے آپ نے ہمارے لئے جو نمونہ قائم کیا وہی سب سے درست اور اعلیٰ ہے اور اس قابل ہے کہ ہم اس کی نقل کریں۔ آپ نے اپنے طریق عمل سے ہمیں بتایا ہے کہ جذبات نفس جو پاک اور نیک ہیں ان کو دبانا تو کسی طرح جائز ہی نہیں بلکہ ان کو تو اُبھارنا چاہئے اور جو جذبات ایسے ہوں کہ ان سے گناہوں اور بدیوں کی طرف توجہ ہوتی ہو ان کا چھپانا نہیں بلکہ ان کا مارنا ضروری ہے۔ پس اگر تکلّف سے بعض ایسی باتیں نہیں کرتے جن کا کرنا ہمارے دین اور دنیا کے لئے مفید تھا تو ہم غلط کار ہیں اور اگر وہ باتیں جن کا کرنا دین اسلام کے رُو سے ہمارے لئے جائز ہے صرف تکلّف اور بناوٹ سے نہیں کرتے، ورنہ دراصل ان کے شائق ہیں، تو یہ نفاق ہے اور اگر لوگوں کی نظروں میں عزت و عظمت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو خاموش اور سنجیدہ بناتے ہیں تو یہ شرک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسا ایک بھی نمونہ نہیں پایا جاتا جس سے معلوم ہو کہ آپ نے ان تینوں اغراض میں سے کسی کے لئے تکلف یا بناوٹ سے کام لیا بلکہ آپ کی زندگی نہایت سادہ اور صاف معلوم ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی عزت کو لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں سمجھتے تھے بلکہ عزت و ذلت کا مالک خدا کو ہی سمجھتے تھے۔

جو لوگ دین کے پیشوا ہوتے ہیں انہیں یہ بہت خیال ہوتا ہے کہ ہماری عبادتیں اور ذکر دوسرے لوگوں سے زیادہ ہوں اور خاص طور پر تصنع سے کام لیتے ہیں تا لوگ نہایت نیک سمجھیں۔ اگر مسلمان ہیں تو وضو میں خاص اہتمام کریں گے اور بہت دیر تک وضو کے اعضا کو دھوتے رہیں گے اور وضو کے قطروں سے پرہیز کریں گے، سجدہ اور رکوع لمبے لمبے کریں گے، اپنی شکل سے خاص حالت خشوع وخضوع ظاہر کریں گے اور خوب وظائف پڑھیں گے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ سب سے اَتْقٰی اور اَوْرَع تھے اور آپ کے برابر خشیت اللہ کوئی انسان پیدا نہیں کر سکتا مگر باوجود اس کے آپ ان سب باتوں میں سادہ تھے اور آپ کی زندگی بالکل ان تکلّفات سے پاک تھی۔

بچہ کے رونے پر نماز میں جلدی

ابی قتادہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّی لَاَقُوْمُ فِی الصَّلٰوۃِ اُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْھَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ کَرَاھِیَۃَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّہٖ (بخاری کتاب الاذان باب مَنْ اَخفَّ الصَّلٰوۃ عِنْدَ بُکَاءِ الصَّبِیِّ) یعنی میں بعض دفعہ نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ نماز کو لمبا کر دوں مگر کسی بچہ کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو اپنی نماز کو اس خوف سے کہ کہیں میں بچہ کی ماں کو مشقّت میں نہ ڈالوں، نماز مختصر کر دیتا ہوں۔

کس سادگی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم بچہ کی آواز سن کر نماز میں جلدی کر دیتے ہیں۔ آج کل کے صوفیاء تو ایسے قول کو شائد اپنی ہتک سمجھیں کیونکہ وہ تو اس بات کے اظہار میں اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ ہم نماز میں ایسے مست ہوئے کہ کچھ خبر ہی نہیں رہی اور گو پاس ڈھول بھی بجتے رہیں تو ہمیں کچھ خیال نہیں آتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تکلّفات سے بَری تھے۔ آپ کی عظمت خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تھی، نہ کہ انسانوں نے آپ کو معزز بنایا تھا۔ یہ خیال وہی کر سکتے ہیں جو انسانوں کو اپنا عزت دینے والا سمجھتے ہوں۔

جوتیوں سمیت نماز پڑھنا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ: اَنَّہٗ سُئِلَ اَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَیْہِ؟ قَالَ نَعَمْ۔ (بخاری کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ فی النعال) یعنی آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوتیوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں پڑھ لیتے تھے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس طرح تکلّفات سے بچتے تھے۔ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ وہ مسلمان جو ایمان اور اسلام سے بھی ناواقف ہیں اگر کسی کو اپنی جوتیوں سمیت نماز پڑھتے دیکھ لیں تو شور مچا دیں اور جب تک کوئی ان کے خیال کے مطابق کُل شرائط کو پورا نہ کرے وہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے لئے اُسوہ حسنہ ہیں آپ کا یہ طریق تھا بلکہ آپ واقعات کو دیکھتے تھے نہ تکلّفات کے پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے طہارت اور پاکیزگی شرط ہے۔ اور یہ بات قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے۔ پس جو جوتی پاک ہو اور عام جگہوں پر جہاں نجاست کے لگنے کا خطرہ ہو پہن کر نہ گئے ہوں تو اس میں ضرورت کے وقت نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں اور آپ نے ایسا کر کے اُمّتِ محمدیہ پر ایک بہت بڑا احسان کیا کہ انہیں آئندہ کے لئے تکلّفات اور بناوٹ سے بچا لیا۔ اس اُسوہ حسنہ سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے جو آج کل ان باتوں پر جھگڑتے ہیں اور تکلّفات کے شیدا ہیں۔ **جس فعل سے عظمت الٰہی اور تقویٰ میں فرق نہ آئے، اس کے کرنے پر انسان کی بزرگی میں فرق نہیں آسکتا۔**

بِن بلائے دعوت میں آنے والے کے لئے اجازت طلب کرنا

حضرت ابو مسعود الانصاریؓ سے روایت ہے:

قَالَ کَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ اَبُوْ شُعَیْبٍ وَ کَانَ لَہٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اِصْنَعْ لِیْ طَعَامًا اَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَۃٍ۔ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَۃٍ فَتَبِعَھُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّکَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَۃٍ وَ ھٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَہٗ وَ اِنْ شِئْتَ تَرَکْتَہٗ قَالَ بَلْ اَذِنْتُ لَہٗ۔ (بخاری کتاب الاطعمة باب الرجل یتکلف الطعام لاخوانه)

آپ نے فرمایا کہ ایک شخص انصار میں تھا اس کا نام ابوشعیب تھا اور اس کا ایک غلام تھا جو قصائی کا پیشہ کرتا تھا۔ اسے اس نے حکم دیا کہ تُو میرے لئے کھانا تیار کر کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار اور آدمیوں سمیت کھانے کے لئے بلاؤں گا۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہلا بھیجا کہ حضورؐ کی اور چار اور آدمیوں کی دعوت ہے۔ جب آپؐ اس کے ہاں چلے تو ایک اور شخص بھی ساتھ ہو گیا۔ جب آپ اس کے گھر پر پہنچے تو اس سے کہا کہ تم نے ہمیں پانچ آدمیوں کو بلایا تھا اور یہ شخص بھی ہمارے ساتھ آگیا ہے۔ اب بتاؤ کہ اسے بھی اندر آنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت ہے۔ تو آپؐ اس کے سمیت اندر چلے گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس طرح بے تکلّفی سے معاملات کو پیش کر دیتے۔ شائد آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو چُپ ہی رہتا۔ مگر آپ دنیا کے لئے نمونہ تھے اس لئے آپ ہر بات میں جب تک خود عمل کر کے نہ دکھاتے، ہمارے لئے مشکل ہوتی۔ آپ نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ سادگی ہی انسان کے لئے مبارک ہے اور ظاہر کر دیا کہ آپ کی عزت تکلّفات یا بناوٹ سے نہیں تھی اور نہ آپ ظاہری خاموشی یا وقار سے بڑا بننا چاہتے تھے بلکہ آپ کی عزت خدا کی طرف سے تھی۔

گھر کے اخراجات میں سادگی

آپ کی زندگی بھی نہایت سادہ تھی اور وہ اسراف اور غلو جو امراء اپنے گھر کے اخراجات میں کرتے ہیں آپ کے ہاں نام کو نہ تھا بلکہ ایسی سادگی سے زندگی بسر کرتے کہ دنیا کے بادشاہ اسے دیکھ کر ہی حیران ہو جائیں اور اس پر عمل کرنا تو الگ رہا یورپ کے بادشاہ شائد یہ بھی نہ مان سکیں کہ کوئی ایسا بادشاہ بھی تھا جسے دین کی بادشاہت بھی نصیب تھی اور دنیا کی حکومت بھی حاصل تھی مگر پھر بھی وہ اپنے اخراجات میں ایسا کفایت شعار اور سادہ تھا اور پھر بخیل نہیں بلکہ دنیا نے آج تک جس قدر سخی پیدا کئے ہیں ان سب سے بڑھ کر سخی تھا۔

امراء کی حالت

جن کو اللہ تعالیٰ مال و دولت دیتا ہے ان کا حال لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ غریب سے غریب ممالک میں بھی نسبتاً امراء کا گروہ موجود ہے۔ حتی کہ جنگلی قوموں اور وحشی قبیلوں میں بھی کوئی نہ کوئی طبقہ امراء کا ہوتا ہے اور ان کی زندگیوں میں اور دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں جو فرق نمایاں ہوتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً جن قوموں میں تمدّن بھی ہو ان میں تو امراء کی زندگیاں ایسی پُرعیش و عشرت ہوتی ہیں کہ ان کے اخراجات اپنی حدود سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔

عرب سرداروں کی حالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں پیدا ہوئے وہ بھی فخر و خیلاء میں خاص طور پر مشہور تھی اور حشم و خدم کو مایۂ ناز جانتی تھی۔ عرب سردار باوجود ایک غیر آباد ملک کے باشندہ ہونے کے بیسیوں غلام رکھتے اور اپنے گھروں کی رونق کے بڑھانے کے عادی تھے۔

عرب کی دو ہمسایہ قوموں کے بادشاہوں کی حالت

عرب کے اردگرد دو قومیں ایسی بستی تھیں کہ جو اپنی طاقت و جبروت کے لحاظ سے اس وقت کی کل معلومہ دنیا پر حاوی تھیں۔ ایک طرف ایران اپنی مشرقی شان و شوکت کے ساتھ اپنے شاہانہ رُعب و داب کو کُل ایشیاء پر قائم کئے ہوئے تھا تو دوسری طرف روم اپنے مغربی جاہ و جلال کے ساتھ اپنے حاکمانہ دستِ تصرّف کو افریقہ اور یورپ پر پھیلائے ہوئے تھا۔ اور یہ دونوں ملک عیش و طرب میں اپنی حکومتوں کو کہیں پیچھے چھوڑ چکے تھے اور آسائش و آرام کے ایسے ایسے سامان پیدا ہو چکے تھے کہ بعض باتوں کو تو اب اس زمانہ میں بھی کہ آرام و آسائش کے سامانوں کی ترقی کمال درجہ کو پہنچ چکی ہے، نگاہِ حیرت سے دیکھا جاتا ہے۔ دربار ایران میں شاہان ایران جس شان و شوکت کے ساتھ بیٹھنے کے عادی تھے اور اس کے گھروں میں جو کچھ سامان طرب جمع کئے جاتے تھے اسے شاہ نامہ کے پڑھنے والے بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور جنہوں نے تاریخوں میں ان سامانوں کی تفصیلوں کا مطالعہ کیا ہے وہ تو اچھی طرح سے ان کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ دربار شاہی کے قالین میں بھی جواہرات اور موتی ٹنکے ہوئے تھے اور باغات کے نقشہ کو زمرّدوں اور موتیوں کے صَرف سے تیار کر کے میدانِ دربار کو شاہی باغوں کا مماثل بنا دیا جاتا تھا۔ ہزاروں خدام اور غلام شاہِ ایران کے ساتھ رہتے اور ہر وقت عیش و عشرت کا بازار گرم رہتا تھا۔

رومی بادشاہ بھی ایرانیوں سے کم نہ تھے اور وہ اگر ایشیائی شان و شوکت کے شیدا نہ تھے تو مغربی آرائش و زیبائش کے دلدادہ ضرور تھے۔ جن لوگوں نے رومیوں کی تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ رومیوں کی حکومتوں نے اپنی دولت کے ایام میں دولت کو کس کس طریق پر خرچ کیا ہے۔

پس عرب جیسے ملک میں پیدا ہو کر جہاں دوسروں کو غلام بنا کر حکومت کرنا فخر سمجھا جاتا تھا اور جو روم و ایران جیسی مقتدر حکومتوں کے درمیان واقع تھا کہ ایک طرف ایرانی عیش و عشرت اسے لُبھا رہی تھی تو دوسری طرف رومی زیبائش و آرائش کے سامان اس کا دل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بادشاہِ عرب بن جانا اور پھر ان باتوں میں سے ایک سے بھی متأثر نہ ہونا اور روم و ایران کے دام تزویر سے صاف بچ جانا اور عرب کے بُت کو مار کر گرا دینا، کیا یہ کوئی ایسی بات ہے جسے دیکھ کر پھر بھی کوئی دانا انسان آپؐ کے پاکبازوں کے سردار اور طہارت النفس میں کامل نمونہ ہونے میں شک کر سکے؟ نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

گھر کا کام خود کرنا

علاوہ اس کے آپ کے اردگرد بادشاہوں کی زندگی کا نمونہ تھا وہ ایسا نہ تھا کہ اس سے آپ وہ تأثرات حاصل کرتے جن کا اظہار آپ کے اعمال کرتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا درجہ دے دیا تھا کہ اب آپ تمام مخلوقات کے مرجعِ افکار ہو گئے تھے اور ایک طرف روم آپ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو اور دوسری طرف ایران آپ کے ترقی کرنے والے اقبال کو شک و شُبہ کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور دونوں متفکر تھے کہ اس سیلاب کو روکنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی جائے اس لئے دونوں حکومتوں کے آدمی آپ کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع تھا۔ ایسی صورت میں بظاہر ان لوگوں پر رعب قائم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ آپ بھی اپنے ساتھ ایک جماعت غلاموں کی رکھتے اور اپنی حالت ایسی بناتے جس سے وہ لوگ متأثر اور مرعوب ہوتے مگر آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ غلاموں کی جماعت تو الگ رہی گھر کے کام کاج کے لئے بھی کوئی نوکر نہ رکھا اور خود ہی سب کام کر لیتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت لکھا ہے کہ:

اَنَّھَا سُئِلَتْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ مَا کَانَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج قادیان میں جلسہ سالانہ شروع ہوا ہے۔ اسی طرح دنیا کے بعض اَور ممالک ہیں، بعض افریقن ممالک ہیں جہاں اِن دنوں میں جلسہ سالانہ ہو رہا ہے۔ اور یہ خطبہ ان کے جلسے کے پروگرام کا حصہ ہی بن گیا ہے

ہر سال دسمبر کا مہینہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کے لئے جلسے کے حوالے سے جذبات میں ایک غیر معمولی جوش پیدا کرنے والا بن کے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کے یہ جذبات خدا تعالیٰ کے حضور اس طرح بہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے ہر مخالفت، ہر تنگی، ہر مشکل کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں اور پاکستان کے احمدی بھی ان برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں جن سے آج دنیائے احمدیت فیض پا رہی ہے۔

آج اس وقت قادیان میں جلسہ ہو رہا ہے۔ اکتیس (31) ممالک کی نمائندگی ہے۔ افریقہ کی نمائندگی بھی ہے اور ایشیا کی بھی، عرب بھی ہیں اور عجم بھی ہیں۔ امریکہ کی نمائندگی بھی ہے اور یورپ کی بھی۔ آسٹریلیا کی بھی اور مشرق بعید اور جزائر کی بھی۔

ایک ملک میں جلسے پر پابندیاں لگا کر مخالفین نے سمجھا تھا کہ ہم نے احمدیت کو بڑی کاری ضرب لگا دی۔ مخالفین کو یاد رکھنا چاہئے کہ افراد جماعت کو دی جانے والی عارضی تکلیفیں جماعتوں کو ختم نہیں کر سکتیں۔ چند افراد کو تو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اور پھر وہ جماعت جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہو اور خود اسے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہو، کھڑا کیا ہو اس کو یہ کس طرح نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ پس ایک حکومت کیا تمام دنیا کی حکومتیں مل کر بھی دنیا سے جماعت احمدیہ کو نہیں مٹا سکتیں۔ انشاء اللہ۔

جلسے کے ماحول سے اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش اور پھر اس کے حصول کے لئے دعا ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے گی۔ پس کوشش اور دعا یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بن سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے حوالے سے ہی جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں بندوں کے حق ادا کرنے کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو موسم کے لحاظ سے بستر بھی اپنے ساتھ لانے کا فرمایا ہوا ہے۔

اس حوالہ سے جلسہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کو خصوصی نصائح

مکرم احمد شمشیر سوکیہ صاحب آف ماریشس، سابق مبلغ سلسلہ کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 26 ؍دسمبر 2014ء بمطابق 26 فتح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج قادیان میں جلسہ سالانہ شروع ہوا ہے۔ اسی طرح دنیا کے بعض اَور ممالک ہیں، بعض افریقن ممالک ہیں جہاں اِن دنوں میں جلسہ سالانہ ہو رہا ہے۔ اور اس وقت وہاں کا بھی یہی وقت ہے۔ یہ خطبہ ان کے جلسے کے پروگرام کا حصہ ہی بن گیا ہے۔

ایک وقت تھا کہ قادیان میں صرف جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ پھر پارٹیشن ہوئی تو پاکستان میں بھی جلسہ سالانہ شروع ہو گیا۔ لیکن مخالفین احمدیت اور حکومتوں کو پاکستان میں احمدیوں کا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا سخت ناگوار گزرا جس کی وجہ سے ایک قانون کے تحت جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے اور نام لینے سے روک دیا گیا اور اس پر عمل درآمد کے لئے پاکستان میں جلسوں پر پابندی لگا دی گئی اور یوں جماعت احمدیہ کے پاکستان میں بسنے والے لاکھوں افراد کو اپنے زعم میں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذکر سے محروم کر دیا۔ لیکن مخالفین احمدیت یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ظاہری قانونی پابندیاں جسموں کو تو پابند کر سکتی ہیں لیکن دلوں کو نہیں۔ باوجود جذباتی اذیّت کے، باوجود مالی نقصان کے، باوجود جان کی قربانی لینے کے دشمن احمدیت ہمارے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں چھین سکتا۔ ہمارے دلوں سے تمام تر تکلیفیں دینے کے باوجود اور نقصان پہنچانے کے باوجود ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں نکال سکتا۔ ہمارے مخالفین جو بظاہر ہمارے کلمہ گو بھائی ہیں یہ کلمے سے محبت کا عجیب دعویٰ کرتے ہیں کہ بجائے اس بات پر خوش ہونے کے کہ مسلمانوں میں سے ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو کلمے کی محبت میں نہ صرف ہر چیز قربان کرنے کا دعویٰ کرتا ہے بلکہ عملاً ثابت بھی کر چکا ہے کہ کلمے کی محبت ان کے بچّے بچّے کے دل میں راسخ ہے۔ پھر بھی کلمہ پڑھنے سے روکنے کے لئے ہر جائز اور ناجائز کوشش کرتے ہیں۔ مخالفین احمدیت کی احمدیوں کو تکلیف پہنچانے کی کوششوں کو ہر منصف مزاج احمدیت کی مخالفت نہیں بلکہ اسلام کی ہی مخالفت کہے گا۔ بہر حال جلسے کے حوالے سے پاکستان کے احمدیوں اور پاکستان کے جلسے کا بھی ذکر آ گیا۔ ہر سال دسمبر کا مہینہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کے لئے جلسے کے حوالے سے جذبات میں ایک غیر معمولی جوش پیدا کرنے والا بن کے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کے یہ جذبات خدا تعالیٰ کے حضور اس طرح بہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے ہر مخالفت، ہر تنگی، ہر مشکل کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں اور پاکستان کے احمدی بھی ان برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں جن سے آج دنیائے احمدیت فیض پا رہی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پہلے یہ جلسہ صرف قادیان میں ہوتا تھا پھر قادیان سے نکل کر ربوہ میں شروع ہوا لیکن ربوہ میں پابندیاں لگ گئیں۔ مخالفین نے تو سمجھا تھا اور حکومتِ وقت نے بلکہ حکومتوں نے جو بھی وقتی حکومتیں رہی ہیں انہوں نے مخالفین پر ہاتھ رکھ کر یہ سمجھا تھا کہ جماعت احمدیہ پر پاکستان میں پابندیاں لگا کر وہ احمدیت کی ترقی کو روک دیں گے۔ لیکن ہوا کیا؟ جیسا کہ ابھی میں نے بتایا ہے کہ آج ان دنوں میں دنیا کے کئی ممالک میں جلسے ہو رہے ہیں اور دوران سال اپنی اپنی سہولت اور حالات کے مطابق دنیا کے تقریباً تمام ان ممالک میں جلسے ہوتے ہیں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ اس جلسے کے نظام نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ گو چند ممالک میں پہلے بھی جلسے ہوتے تھے جب ربوہ میں جلسے ہوا کرتے تھے لیکن اب ان جلسوں کی بھی وسعت کئی گنا زیادہ ہو چکی ہے اور مزید نئے ممالک بھی شامل ہو چکے ہیں اور صرف احمدی ہی نہیں بلکہ دنیا کے کئی ممالک کے دنیاوی لیڈر اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے بلکہ بعض شریف الطبع مسلمان بھی جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کو ایک ایسی تقریب قرار دیتے ہیں جو دنیا کو اسلام کی حقیقت بتا کر اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرتی ہے۔ پس یہ نتائج تو نکلنے تھے اور نکل رہے ہیں کہ دنیا کو جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے اسلام کا پتا لگ رہا ہے۔ دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے پتا چلنا تھا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے جس کے بارے میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 281 اشتہار 7 دسمبر 1892ء اشتہار نمبر 91)

یعنی یہی جلسہ ہے جس کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کا نام بلند ہونا ہے کیونکہ اس جلسہ میں آنے والے وہ کچھ سیکھیں گے جو ان کی علمی اور عملی حالتوں میں ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہو گا اور پھر یہ علمی اور عملی انقلاب دنیا پر اپنی خوبصورتی ظاہر کر کے دنیا کو اسلام کی خوبصورتی اور اس کے سب سے کامل، مکمل اور سب مذاہب سے بالاتر مذہب ہونا ثابت کرے گا کیونکہ صرف انسانی کوششیں ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید یہ کام دکھائے گی۔

آپ علیہ السلام نے مزید واضح فرمایا کہ ''اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا، نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالیٰ اس امّت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہو گا۔ ضرور یہی ہو گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔'' فرمایا: ''مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 282-281 اشتہار 7 دسمبر 1892ء اشتہار نمبر 91)

پس یہ جلسہ یقیناً طبیعتوں میں انقلاب لانے کا ذریعہ ہے اور ہونا چاہئے۔ دنیا میں جو جلسے ہوتے ہیں ان میں مختلف قومیں شامل ہیں کیونکہ یہ مختلف قوموں کے جلسے ہیں، مختلف ممالک کے جلسے ہیں۔ افریقہ میں افریقن شامل ہیں۔ مشرق بعید میں وہاں کے لوگ شامل ہیں۔ یورپ میں، امریکہ میں بھی بہت سارے لوگ شامل ہو گئے ہیں۔ عربوں میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کی عملاً تائید فرما دی ہے کہ قومیں تیار ہو کر اس میں مل رہی ہیں۔ مختلف قومیں مسیح محمدی کی بیعت میں آ کر اس پیشگوئی کے پورا کرنے کا اعلان کر رہی ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ آج اس وقت قادیان میں جلسہ ہو رہا ہے تو اکتیس (31) ممالک کی نمائندگی ہے۔ افریقہ کی نمائندگی بھی ہے اور ایشیا کی بھی، عرب بھی ہیں اور عجم بھی ہیں۔ امریکہ کی نمائندگی بھی ہے اور یورپ کی بھی۔ آسٹریلیا کی بھی اور مشرق بعید اور جزائر کی بھی۔

پس ایک ملک میں جلسے پر پابندیاں لگا کر مخالفین نے سمجھا تھا کہ ہم نے احمدیت کو بڑی کاری ضرب لگا دی۔ دشمن نادان ہے سمجھتا نہیں کہ امام الزمان ہونے کا اعلان کرنے والے نے، مسیح محمدی کا اعلان کرنے والے نے یہ نہیں کہا تھا کہ مَیں جماعت قائم کر رہا ہوں بلکہ فرمایا تھا کہ ''اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے''۔ پس اگر دشمنان احمدیت میں ہمت ہے تو خدا تعالیٰ سے مقابلہ کر لیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ کو تو اس زمانے میں اپنے دین کی عظمت قائم کرنے کے لئے مامور ہی خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ پس مخالفت سے پہلے آپ کے اس اعلان پر غور کرنا چاہئے جس میں آپ نے فرمایا۔ ایک شعر کا ایک مصرع ہے کہ

''اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 133)

مخالفین کو یاد رکھنا چاہئے کہ افراد جماعت کو دی جانے والی عارضی تکلیفیں جماعتوں کو ختم نہیں کر سکتیں۔ چند افراد کو تو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اور پھر وہ جماعت جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل ہو اور خود اسے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہو، کھڑا کیا ہو اس کو یہ کس طرح نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ پس ایک حکومت کیا تمام دنیا کی حکومتیں مل کر بھی دنیا سے جماعت احمدیہ کو نہیں مٹا سکتیں۔ انشاء اللہ۔ کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کامل اور مکمل دین کو، حقیقی دین کی حقیقی تعلیم کو تمام افراط وتفریط سے پاک کر کے اس کی اصلی شکل میں قائم کرنا ہے جو ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔

اپنے اس دعویٰ کے بارے میں کہ جماعت کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ یوں بھی فرمایا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو ختم نہیں کر سکتی۔ فرماتے ہیں کہ:

''جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے۔ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نِری دکانداری ہے تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔'' فرمایا کہ ''اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ الفاظ ہیں پُرشوکت الفاظ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر یہ الفاظ پیش کئے گئے ہیں۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ دشمن اپنی کوششیں کریں اور سلسلہ کو ختم کر سکیں۔

لیکن ہمیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ہم جلسے منعقد کرتے ہیں، ہم جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ نہ یہ سلسلہ معمولی سلسلہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے۔ نہ یہ جلسے معمولی جلسے ہیں جو آپ نے جاری فرمائے۔ نہ ایک احمدی کا احمدی کہلانا معمولی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ہر احمدی پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی کمزور ہیں چلے بھی جائیں گے بلکہ ساری دنیا بھی مجھے چھوڑ دے گی تب بھی خدا تعالیٰ نہیں چھوڑے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ پس احمدیوں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت میں حصہ دار بننے کے لئے وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس ہمارا صرف جلسے میں شامل ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ان لوگوں میں شامل ہونے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں۔

لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ دعا کریں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں ان کو حاصل کرنے والے ہوں، ان کے وارث بنیں۔ کیا ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم جلسے میں شامل ہو گئے۔ تین چار گھنٹے جلسے کی کارروائی سن لی۔ نعرے لگا لئے اور بس کام ختم ہو گیا۔ نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ جو کچھ ہم سن رہے ہیں یا جس ماحول میں ہم نے ایک جوش پیدا کیا ہوا ہے یہ عارضی ہے یا مستقل ہماری ذمہ داریوں کا حصہ بننے والا ہے۔ پس اگر یہ اثر جو جلسہ کے دوران ہوا ہمیں اس عہد کے ساتھ جلسے کی ہر مجلس سے اٹھاتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں وہ انقلاب لانے کی اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بیان فرمائی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے چلے جانے والے ہوں گے ورنہ تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ کہنے والی بات ہے کہ ہم نے تو کچھ کرنا نہیں۔ تیری بات تو ہم نے ماننی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ (البقرۃ:187)۔ کہ میرے حکم کو بھی قبول کرو (وہ تو ہم نے ماننی نہیں) لیکن دعاؤں کا ہم نے وارث بننا ہے۔ پس جلسے کے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ماحول سے اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش اور پھر اس کے حصول کے لئے دعا ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے گی۔ پس کوشش اور دعا یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بن سکیں۔ اور پھر یہ وارث بنا کر ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے نوازے گی۔ اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میرے حکم کو مانو، میری بات بھی سنو تو وہ کون سی باتیں ہیں جو ہم نے ماننی ہیں؟ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ یہ ہم سب کو پتا ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے وہ احکامات ہیں جو قرآن کریم میں ابتدا سے آخر تک موجود ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے زمانے کے امام کو بھیج کر ان احکامات کی گہرائی اور اہمیت کو ہم پر واضح فرما دیا ہے۔ پس اس کے بعد ہمارے پاس کوئی عذر نہیں رہ جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے حوالے سے ہی جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں بندوں کے حق ادا کرنے کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے۔ آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں کو نیکی تقویٰ پرہیزگاری کی طرف توجہ دلانے کے بعد اس طرف بھی توجہ دلائی بلکہ بڑے درد سے اپنے ماننے والوں سے یہ توقع رکھی کہ وہ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں بھائی چارے میں ایک نمونہ بن جائیں۔ انکسار دکھانے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی کا جذبہ رکھنے والے اور سچائی اور راستبازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔ وہ بدخوئی کرنے اور کج خُلقی دکھانے سے دور رہنے والے ہوں۔

پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ اعلیٰ اخلاق جو ہیں ان میں ہم نمونہ ہیں؟ کیا دوسرے کی خاطر قربانی کرنے میں ہم مثال بننے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری کے ہم میں وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے اور جن کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ہمارے سامنے پیش فرمائے۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ہماری کوشش تو پھر نہ ہونے کے برابر ہے اور توقع ہم بڑی رکھ رہے ہیں۔ پس دنیا میں جماعتہائے احمدیہ کے جو مختلف جلسے ہیں ان جلسوں میں شامل ہونے والے عموماً اور قادیان کے جلسے میں شامل ہونے والے خاص طور پر کہ مسیح پاک کی بستی میں جلسے میں شامل ہو رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد کو خاص طور پر محسوس کریں جس کا اظہار آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں سے فرمایا ہے۔ اگر حقیقت میں ہم نے ان دعاؤں کا وارث بننا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ ہمیں مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ ہم عام دنیاوی رشتوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ ماں باپ کی قربت اور ان کی دعاؤں سے وہی بچے زیادہ حصہ لیتے ہیں جو اُن کی ہر بات ماننے والے ہیں، خدمت کرنے والے ہیں، اطاعت اور فرمانبرداری میں بڑھے ہوئے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو ہمارا رشتہ قائم ہے اس رشتے سے تعلق کے بہترین پھل بھی ہم اسی وقت کھائیں گے جب اپنے تعلق میں بڑھنے والے ہوں گے۔ جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے دعاؤں کا خزانہ تو ایسا خزانہ ہے جو تا قیامت چلتا چلا جانے والا ہے۔ پس خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اس سے فیضیاب ہونے والے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے اپنی جماعت کے افراد سے جو توقعات رکھی ہیں ان کا کچھ اظہار ہوتا ہے۔

آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔ بہت سی ریاکاریوں اور بیہودہ باتوں سے انسان تباہ ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 177۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’چاہیے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات، استقامت، پابندیٔ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں؟ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ پس ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 265۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’قرآن شریف فرماتا ہے۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ (المائدۃ: 33)۔ یعنی جو شخص کسی نفس کو بلاوجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ ایسا ہی میں کہتا ہوں‘‘ فرمایا: ’’ایسا ہی مَیں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔‘‘ فرمایا: ’’زندگی سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 352۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرماتے ہیں: ’’یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اس کا بھی یہی حال ہوا کہ ان میں اخوّت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 353۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہو سکتی۔ ہاں خدمتگار کے طور پر تو بیشک ہو سکتی ہے لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے‘‘۔ پھر فرماتے ہیں، یہ سننے والی بات ہے: ’’ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 411۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے بڑے درد سے فرمایا کہ: ’’ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں‘‘۔ فرمایا: ’’اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ (کوشش کرو)۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلے سے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا (العنکبوت: 70)۔ میں شامل ہو جاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 188۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ چند نصائح ہیں جو مَیں نے لی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے روحانی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے کے لئے بے شمار نصائح فرمائی ہیں۔ ہمیں انہیں سامنے رکھتے ہوئے اپنے میں اور غیر میں ایک واضح فرق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے بغیر ہم بیعت کے مقصد کو پورا نہیں کر سکتے۔ آپ علیہ السلام نے واضح فرمایا کہ صرف علمی ترقی سے یا مسائل کو جاننے سے یا مسائل کی بحث میں مخالفین کا منہ بند کر کے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اتنا کافی نہیں ہے کہ علم حاصل کر لیا۔ بیشک علمی ترقی اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے، اس کے پیار کو جذب کرنے کے لئے عملی ترقی ضروری ہے۔ اپنی حالتوں کو بدلنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنی حالتوں پر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ ان لوگوں میں شامل ہونے کی ضرورت ہے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا (العنکبوت: 70)۔ یعنی اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کوشش وہ اپنے نفس کی قربانی سے کرتے ہیں۔ دعا اور نمازوں سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے کرتے ہیں۔ صدقہ و خیرات دے کر کرتے ہیں اور ہر وہ طریقہ آزماتے ہیں جس سے خدا راضی ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ پھر ایسے لوگوں کی اس تڑپ کو دیکھ کر فرماتا ہے کہ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ کہ ہم ان کو ضرور اپنے راستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے پہلے خود کوشش کرنے کی ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی دعاؤں کا وارث بننے کے لئے بھی اپنے آپ کو ان دعاؤں کی قبولیت کا حقدار بنانے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ پس یہ جلسے ہمیں ان دعاؤں سے حصہ لینے والا ماحول میسر کرتے ہیں۔ ان میں ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے پانے کے راستوں کو ہم جلد سے جلد طے کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری بات جو قادیان جلسے میں شامل ہیں ان کے لئے مَیں خاص طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے میں شامل ہونے والوں کو موسم کے لحاظ سے بستر بھی اپنے ساتھ لانے کا فرمایا ہوا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 281 اشتہار 7 دسمبر 1892ء اشتہار نمبر 91)۔ اس لئے ہندوستان میں رہنے والے خاص طور پر جس حد تک اس پر عمل کر سکتے ہیں ان کو کرنا چاہئے بلکہ پاکستانیوں کو بھی۔ گو کہ اب کچھ حد تک جلسے کے انتظامات کے تحت بستروں کا انتظام تو ہے لیکن مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندوستان سے آنے والوں کو زیادہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ ان کے لئے مکمل انتظام ہوگا۔ باہر سے آنے والے بھی گرم کپڑے جس حد تک لے جا سکتے ہیں انہیں ہمیشہ لے جانے چاہئیں اور اب بھی لے کے گئے ہوں گے کیونکہ موسم ٹھنڈا ہے اور موسم کو دیکھتے ہوئے لے گئے ہوں گے۔ ان کو بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ بجائے اس کے کہ اس بات کی تلاش کریں کہ ہمیں گرم بستر میسر ہوں اور گرم کمرے اور گرم جگہیں میسر ہوں ان کو رات کو بھی گرم کپڑے پہن کر سونا چاہئے تا کہ پھر شکوہ نہ ہو کہ ہمیں بستر گرم نہیں ملا۔ رضائی موٹی نہیں ملی۔ کمرہ بہت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ٹھنڈا تھا۔ اب تو اتنی سردی نہیں پڑتی پہلے تو اس سے زیادہ سردی پڑا کرتی تھی۔ دنیا میں جو موسم change ہوا ہے تو وہاں بھی موسم بدل گیا ہے۔ بیشک دھند بہت ہے لیکن سردیوں کا جو ٹمپریچر ہے اس میں بہت فرق پڑ گیا ہے۔ اس وقت بھی مہمان آتے تھے اور قربانی کر کے رہتے تھے۔ اصل مقصد تو روحانی ماحول سے فیضیاب ہونا ہے۔ اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ یورپ سے جانے والے بعض بھی شاید سردی محسوس کریں۔ کیونکہ یہاں تو گھروں میں ہیٹنگ کا انتظام ہوتا ہے، وہاں نہیں ہوگا یا بعض امیر لوگ جو پاکستان سے گئے ہوئے ہیں ہیٹر اور گرم کپڑوں کے مطالبے کریں، کمروں کے مطالبے کریں تو ان سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ جلسے کا انتظام جو کچھ بھی مہیا کرتا ہے اس پر صبر اور شکر کریں اور جو کچھ مل جائے اس پر الحمدللہ کریں۔ جماعتوں کو بھی اپنے اپنے ملکوں سے شامل ہونے والوں کو تمام صورتحال بتا کر تیاری کروا کر بھیجنا چاہئے تا کہ تمام صورتحال پہلے ہی علم میں ہو اور شکوے نہ ہوں۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ جماعتیں بھی باہر سے بڑا لمبا عرصہ لگا دیتی ہیں اور نمائندوں کی فہرستیں بھی نہیں بھجواتیں۔ اس میں کافی سستی ہے۔ آئندہ ہمیشہ یاد رکھیں اگر وہاں جلسے پہ بھیجنا ہو تو مرکز کوائف کا جو کچھ مطالبہ کرتا ہے وہ امراء جماعت کا کام ہے کہ مرکز کو مہیا کروائیں۔ نہیں تو وہاں جا کر پھر ان لوگوں کو دقّت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض لوگ مطالبات شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں فلاں جگہ ٹھہرایا جائے یا فلاں جگہ ٹھہرایا جائے۔ گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا جائے، دارالضیافت میں، لنگر خانے میں یا فلاں جگہ، یہ مطالبے غلط ہیں۔ اب اس وقت تو جلسے میں شامل ہونے والوں کی حاضری زیادہ نہیں ہوتی۔ پندرہ سولہ ہزار یا بیس ہزار تک ہے ان کے مطابق رہائش کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس حد تک سہولت سے انتظام کیا جا سکتا ہے ہوتا ہے اور اچھا انتظام ہوتا ہے۔ لیکن اگر پھر بھی بعض لوگوں کو اپنی بیماریوں اور بعض اور وجوہات کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اور عمر کا تقاضا بھی ہے تو پھر بہتر ہے کہ جلسے پہ نہ جائیں۔ جلسے پر آنا اور اس کے ماحول سے فیضیاب ہونا بہرحال تھوڑی سی تکلیف میں سے گزر کر ہی ہوگا۔ قربانی تو دینی پڑے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود اس کے کہ اپنے مہمانوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کئے جن کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے پھر بھی جلسے کے دنوں میں آپ نے خاص طور پر فرمایا کہ سب سے ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ اس لئے کوئی خاص مطالبے جو ہیں وہ نہیں ہونے چاہئیں۔ وہاں اور کہیں بھی دنیا میں جہاں جلسے ہوتے ہیں نہیں ہونے چاہئیں۔ قادیان میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے رہائش کی بہت سہولتیں ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو الہام تھا کہ وَسِّعْ مَکَانَکَ۔ (سراج منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 73)۔ اس کے نظارے ہر سال جانے والوں میں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رہائش میں وسعت پیدا کرتا چلا جا رہا ہے اور وہاں کی انتظامیہ بھی کوشش کرتی ہے کہ اس کے مطابق جس حد تک جائز سہولتیں دے سکتی ہے دے لیکن پھر بھی جب وسیع پیمانے پر انتظام ہو تو کچھ کمیاں رہ بھی جاتی ہیں۔ پس ایسے مہمان جو مطالبوں کے عادی ہیں انہیں اگر تکلیف بھی ہو تو پھر بھی انتظامیہ سے تعاون کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس بات پر خوش ہوں اور اس بات کی تلاش کریں کہ ہم نے مسیح پاک کی بستی میں آ کر زیادہ سے زیادہ فیض کس طرح اٹھانا ہے اور اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا دنیاوی آراموں پر نظر رکھنے کی بجائے ان باتوں کی تلاش کریں اور انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ایک کے علاوہ تمام شاملین جلسہ جو وہاں ہیں یا جب بھی وہ جاتے ہیں اخلاص و وفا کا ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ چاہے وہ روس سے آئیں یا امریکہ سے یا یورپ سے مسیح موعود کی بستی میں جا کر جب وہ اپنے تاثرات لکھتے ہیں تو ان کی ایک عجیب روحانی کیفیت ہوتی ہے۔ ایک عجیب رنگ ان میں پیدا کر دیتی ہے۔ پس چند ایک وہ اور ان میں سے وہ جو پرانے احمدی ہیں ان میں سے بھی اگر مجھے کسی سے کچھ شکایت ہے تو ان سے زیادہ ہے۔ پس ان لوگوں کو جن پر دنیاداری غالب آ رہی ہے انہیں بھی میں کہوں گا کہ ان نئے شامل ہونے والوں کے اخلاق و وفا کو دیکھیں۔

جلسے میں ہر شامل ہونے والا بجائے ان چیزوں کی تلاش کے اپنے آپ کو اس روحانی ماحول میں ڈبونے کی کوشش کرے۔ دعاؤں میں وقت گزاریں۔ ان دنوں میں خاص طور پر جہاں اپنے ایمان و ایقان کے لئے دعائیں کریں وہاں خاص طور پر جماعت کی ترقی، خلافت سے وابستگی اور اس تعلق میں بڑھتے چلے جانے کے لئے بھی دعا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت سے جو توقّعات وابستہ کی ہیں ان کے حاصل کرنے کے لئے بھی دعا کریں۔ مومنین کی دعائیں ایک دوسرے کی مددگار ہوتی ہیں۔ پس جماعت کے لئے، خلیفۂ وقت کے لئے، ایک دوسرے کے لئے دعائیں کریں تو وہ خود دعا کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی ہوں گی۔ انشاء اللہ۔ آپ کی دعائیں ان دعاؤں میں حصہ دار بنیں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں۔ جلسہ کے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہونے اور دشمن کے ہر شر کے اس پر الٹنے کے لئے بھی دعائیں کریں کیونکہ دشمن کہیں بھی کچھ بھی کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن اور مقصد کو جلد پورا ہوتا دیکھنے کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے رات دن، صبح شام ذکر الٰہی میں گزاریں۔ تبھی جلسے میں شامل ہونے کے مقصد کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہمیں وہ نظارے دکھائے جب ہم دنیا کو مسیح محمدی کے ساتھ جڑ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوتا ہوا دیکھنے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے ایک سابق مبلغ سلسلہ مکرم احمد شمشیر سوکیہ صاحب کا ہے جو 24 ردسمبر 2014ء کو ماریشس میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مئی 1933ء میں آپ پیدا ہوئے۔ آپ ماریشس کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد عبدالستار سوکیہ صاحب لمبا عرصہ صدر جماعت رہے۔ آپ کے دادا عبدالمناف سوکیہ صاحب نے حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ سلسلہ کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ 1952ء میں مکرم شمشیر سوکیہ صاحب نے سینئر سکول سرٹیفکیٹ کا امتحان کیمبرج یونیورسٹی سے پاس کیا۔ 53ء میں آپ نے سول سروس میں نوکری شروع کی۔ 1962ء میں جب آپ بطور انسپکٹر انکم ٹیکس کام کر رہے تھے تو رخصت پر زیارت مرکز قادیان اور ربوہ گئے۔ ایک لمبا عرصہ سے آپ کی خواہش تھی کہ زندگی وقف کرنی چاہئے۔ ربوہ پہنچ کر اس خواہش نے اتنا جوش مارا اور وہاں کا ماحول اتنا اچھا لگا کہ آپ نے وہیں سے نوکری سے استعفیٰ کا خط لکھا اور زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ 6 رنومبر 1962ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔ جولائی 1966ء کو جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ جامعہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ واپس ماریشس تشریف لائے۔ یہاں آپ کی شادی اوّلین احمدی الحاج عظیم سلطان غوث صاحب کی بیٹی سعیدہ سوکیہ صاحبہ سے ہوئی۔ ابتدائی تقرر آپ کا ماریشس کے لئے ہوا۔ اس کے بعد جولائی 1967ء سے ستمبر 1977ء تک آئیوری کوسٹ میں بطور مبلغ خدمت سرانجام دی۔ بعد ازاں ربوہ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد مارچ 1978ء میں دوبارہ آئیوری کوسٹ تشریف لے گئے۔ اگست 1981ء میں آپ کا تبادلہ آئیوری کوسٹ سے بینن ہو گیا اور اپریل 1987ء تک آپ نے بینن میں خدمات کی توفیق پائی۔ 1987ء میں آپ باقاعدہ سروس سے ریٹائر ہوئے لیکن مختلف حیثیت سے جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ خطبات کے تراجم اور علمی کام کرنے کی آپ کو توفیق ملی۔ افریقہ میں آپ نے بڑے صبر کے ساتھ مشکل حالات میں خدمت کی توفیق پائی۔ بینن میں آپ نے اپنے والدین کی طرف سے مسجد بھی تعمیر کروائی۔ آپ کو ماریشس اور روڈرگ جزیرے کے علاوہ قریبی ممالک مڈغاسکر، جزائر کوموروز اور ری یونین آئی لینڈ میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ ماریشس میں قیام کے دوران آپ نے لٹریچر کے تراجم اور کتب کی تیاری کے حوالے سے بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ متعدد جماعتی لٹریچر کے فرنچ زبان میں ترجمہ کی توفیق ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کشتی نوح کا فرنچ ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کے فرنچ ترجمے کی کیسٹ ریکارڈ کروا کر فرنچ ممالک کو بھجواتے رہے۔ قرآن کریم کا کریول زبان میں ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔ نئے شائع ہونے والے فرنچ قرآن کریم کی فائنل چیکنگ اور تصحیح کی توفیق ملی۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ نے ایک مختصر کتاب لکھی۔ بڑے بے نفس سادہ اور ریا سے پاک انسان تھے۔ آپ میں بہت عاجزی تھی بلکہ شروع سے ہی ان میں عاجزی تھی۔ مجھے یاد ہے ربوہ میں جب پڑھتے تھے تو جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہم اکٹھے ہی ڈیوٹیاں دیتے تھے۔ انتہائی عاجزی دکھانے والے شخص تھے۔ ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے اور بڑے بارونق اور خوش مزاج بھی تھے۔ وفات سے چند ماہ قبل تقریباً ساڑھے چار ہزار یورو خاموشی سے آئیوری کوسٹ میں مسجد کی تعمیر کے لئے دیئے۔ ایک احمدی کو رقم کی ضرورت تھی تو اس کی فیملی میں سے جب کوئی مدد نہ کر سکا تو آپ کو علم ہوا۔ فوراً بلا کر خاموشی سے مطلوبہ رقم دے دی۔ ربوہ کے اساتذہ کا جن سے آپ نے پڑھا بڑی محبت سے ذکر کیا کرتے تھے۔ علم دوست انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ابھی جیسا کہ مَیں نے کہا نمازوں کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

کیا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام شادی شدہ تھے؟

(ایم۔ ناصر)

آج کل مغرب کے علمی اور مذہبی حلقوں میں قبطی زبان کی ایک چھوٹی سی تحریر پر جو ایک چھوٹے سے کارڈ پر لکھی ہوئی ہے یہ بحث جاری ہے کہ کیا یہ تحریر genuine ہے یا fake ہے۔ اس کارڈ پر یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے کہا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

"Jesus said to them, my wife. She is able to be my disciple."

اس کارڈ کو بعض سکالر صریحاً genuine قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طرح ناگ حمادی مصر سے ملنے والی انجیل مریم (Gospel of Mary) میں اشارۃً حضرت مسیح ناصریؑ کی بیوی کا ذکر ہے اور انجیل فلپ (Gospel of Philip) میں لکھا ہے کہ بطرس نے مریم مگدلینی سے کہا:

" Sister, we know that savior loved you more than all other women."

اور انجیل فلپ (Gospel of Philip) میں مریم کو اس کا companion کہا گیا ہے اور حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق لکھا ہے:

"Loved her more than all disciples... and kissed her often on the mouth."

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا کارڈ کو fake کہنے والے جس میں کھلم کھلا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی بیوی کا ذکر ہے انکار کرنے والوں کی وجہ ان کے عقائد ہیں جن کی رو سے وہ حضرت مسیحؑ کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ عورت کے بطن سے پیدا ہوئے، بچے تھے، بڑے ہوئے، کھانا کھاتے، پانی پیتے، چلتے پھرتے، انسانوں کی طرح باتیں کرتے، شیطان سے آزمائے گئے، حضرت یوحنّا سے توبہ کا بپتسمہ لیا، بھوک لگی اور انجیر کے درخت پر لعنت کی، غیظ و غضب میں بھی آجاتے (البتہ کبھی مسکراتے نہیں تھے) ایک دفعہ پانی اور ہوا کو بھی ڈانٹ دیا، صلیب پر بھی لٹکائے گئے اور فوت بھی ہوئے۔

اگر ان سب باتوں کے **باوجود ان کی اُلوہیت پر کوئی داغ نہیں** لگا تو صرف شادی کرنے سے کیوں ان کی اُلوہیت داغدار سمجھی جائے اور کیوں کہا جائے کہ انہوں نے الوہیت کی وجہ سے شادی نہیں کی۔

(بشکریہ رسالہ ماہنامہ موازنۂ مذاہب۔ جنوری 2015ء صفحہ 81 تا 82)

☆......☆......☆

ماہنامہ ''موازنۂ مذاہب''

''جولوگ اردو پڑھنا جانتے ہیں ان کو اس رسالہ کا خریدار بننا چاہئے''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماہنامہ رسالہ 'موازنۂ مذاہب' کی بابت فرمایا:

''اس میں بڑے اچھے علمی اور تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔ لوگوں کو بڑے پسند آ رہے ہیں، اس کی ضرورت تھی اور گو اس وقت اس کی تعداد کم ہے لیکن اس کے بارے میں **مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ جولوگ اردو پڑھنا جانتے ہیں اُن کو اس رسالہ کا خریدار بننا چاہئے۔ اس میں کافی اچھے مضامین ہیں**......''

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2012ء)

''ماہنامہ رسالہ موازنۂ مذاہب بھی بڑا اچھا رسالہ ہے اور...... اچھے علمی تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔......اس کو بھی لوگوں کو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔''

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2014ء)

خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں مرکزی سطح پر شائع ہونے والا رسالہ ماہنامہ ''موازنۂ مذاہب'' جماعت کے لٹریچر میں ایک نہایت مفید علمی اضافہ ہے جو دسمبر 2011ء سے ہر ماہ باقاعدگی سے UK سے شائع ہو رہا ہے۔

اس کا سالانہ چندہ رعایتی قیمت کے طور پر £20.00 ہے۔ خریدار اپنی مقامی کرنسی میں £20.00 کی متبادل رقم رسالہ جاری کروانے کے لئے سیکرٹری صاحب مال (finance) کو جمع کروا سکتے ہیں اور سیکرٹری صاحب مال (finance) اس رقم کو وصول کر کے مرکزی اکاؤنٹ (وکالت مال لندن) کی مدّ میں جماعتی رسید پر درج کریں اور تفصیل لکھیں کہ یہ رقم رسالہ موازنۂ مذاہب کے لئے ہے اور یہ بھی لکھا جائے کہ کس ماہ اور کس سال سے لے کر کس ماہ اور سال تک کے لئے رسالہ لگوایا جا رہا ہے۔ ادائیگی کے بعد رسید کی نقل ایڈیشنل وکالت تصنیف لندن کو درج ذیل ایڈریس پر بذریعہ ای میل یا فیکس بھجوادی جائے۔

Additional Wakalat-e-Tasneef
Islamabad- 2 Sheephatch Lane
Tilford, Farnham, Surrey, GU10 2AQ, United Kingdom
Email: wakalat.tasneef@gmail.com
Fax: +441252781028

اسی طرح رسالہ کے حصول کے لئے اس کے پبلشر سے اسی مندرجہ بالا ایڈریس پر رابطہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

اور اگر آپ اس رسالہ کے لئے اپنے علمی و تحقیقی مضامین یا آراء بھجوانا چاہیں تو حسب ذیل ای میل ایڈریس کے ذریعہ رابطہ کریں: **muwazna@gmail.com**

دنیائے مذاہب

{عصر حاضر کی مذہبی دنیا میں سامنے آنے والے واقعات سے انتخاب}

طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ

قسط نمبر 3

بنی اسرائیلی قبرستان

مورخہ 23 نومبر 2014ء کے ڈان اخبار کے لاہور ایڈیشن میں ریما عباسی کا مضمون بیرونی صفحہ پر شائع ہوا۔ اس کا اردو مفہوم خلاصۃً پیش ہے۔ لکھا ہے کہ کراچی کے معروف اور وسیع وعریض ''میوہ شاہ قبرستان'' میں باباذہین شاہ تاج الدین کے مزار کے قریب **بنی اسرائیلی قبرستان** واقع ہے۔

وطن عزیز میں جاری عدم برداشت و رواداری کے ماحول میں بنی اسرائیلی قبرستان کا تذکرہ عجیب معلوم ہوتا ہے اور سب کو معلوم ہے کہ یہاں اس قدیمی قبرستان میں نہ تو اب مزید کوئی تدفین ہوگی اور نہ ہی کوئی یہودی اب اس قبرستان کے دروازوں سے داخل ہوگا۔

نوّے سالہ مہر خاتون آج بھی ان قبروں کی محافظ ہے۔ اس قبرستان کی زیادہ تر قبریں درست حالت میں ہیں اور سفید اور پیلے ماربل سے مرصّع ہیں۔ مجاور بتاتے ہیں کہ یہاں تین متمول یہودی خاندان تھے جنہوں نے سندھ کے اندر مختلف خاندانوں کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔

مہر خاتون جو قبرستان کے باہر پھول بیچ کر گزر بسر کرتی ہے، بتاتی ہے کہ مَیں قریباً 80 برس قبل یہاں آئی تھی اس دور میں یہاں قبرستان میں سینکڑوں لوگ اپنے پیاروں کی قبروں پر آیا کرتے تھے نیز یہاں ہی سفر آخرت کی تمام رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ اب تو سوائے چند مقامی شوقین محققین یا بیرون ملک سے آنے والوں کے کوئی بھی اس قبرستان میں نہیں آتا ہے۔ نیز لوگ ان کو اسرائیلی کہتے ہیں یہودی نہیں کہتے۔ حالانکہ ملک اسرائیل کے مظالم کی خبریں یہاں سب کو معلوم ہیں۔

مہر خاتون کے بیٹے چاندلال کے گھر پر چھ کونوں والا داؤدی ستارہ آویزاں ہے۔ چاندلال عصر جدید کے لالچی اور سفّاکی سے بھرے معاشرے پر شاکی ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ بہت سے لوگ یہاں یہودیت کی آخری نشانی کو بھی مٹا کر مسلمان میّتوں کو دفن کرنا چاہتے ہیں اور قبضہ گروپ بھی نظریں جمائے ہوئے ہیں۔ مگر ہم ابھی تک ان لوگوں کو روکے ہوئے ہیں۔ چاندلال کے پاس یہاں دفن ہونے والوں کے عزیزوں کی قبرستان آمد کی متعدد یادیں جمع ہیں۔

اس بنی اسرائیلی قبرستان میں قریباً 400 قبریں ہیں اور آخری تدفین کوئی 30 برس قبل ہوئی تھی مگر ایک عشرہ ہوا یہ لوگ بھی اپنے مدفون عزیز کی باقیات کو پاکستان سے اپنے نئے ملک کینیڈا لے گئے تھے۔

یاد رہے کہ اب یہ امر محض ایک کہانی نہیں رہا کہ اس علاقہ میں یہودی آبادی ایک مدت دراز سے قائم تھی۔ قبروں کے کتبات کے مطابق یہاں دفن ہونے والے اکثر لوگوں کی عمریں اسّی اور نوّے سال کے قریب تھیں۔ ان کتبات کی تحریریں مدفونوں سے پسماندگان کی محبت کی کہانیاں سنا رہی ہیں۔ اس قبرستان سے اُس معروف سینیگاگ (یہودی عبادتگاہ) کے سربراہ کا بھی تذکرہ تازہ ہو گیا جس کے سینی گاگ کو پاکستان کے فوجی آمر ضیاء الحق کے دور میں مسمار کر دیا گیا تھا۔

یہ گم گشتہ قبرستان جہاں ہمارے ملک کی تین سو سال پرانی تاریخ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے وہاں موجودہ عدم برداشت، شدت پسندی اور اکثریت و اقلیت کے باہمی تعلقات کے عدم توازن کی چغلی بھی کھا رہا ہے۔

بنکاک میں بدھ راہبوں کا نفس کشی کے لئے خیرات مانگنا

بدھ مت دنیا کا چوتھا بڑا مذہب شمار کیا جاتا ہے۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں گوتم بدھ کی ذات و افکار سے شروع ہونے والے اس مذہب کے عقائد میں سے مرکزی نکتہ 'خواہش' بھی ہے۔ بدھا کا ماننا تھا کہ دنیا کا تمام سلسلہ خواہش (نفسانی خواہش) کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ خواہشات ختم ہو جائیں تو یہ موت اور دوبارہ زندگی کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں دکھ ختم ہو جائے گا اور اسی نفس کو مارنے کے لئے راہبوں کے لئے خیرات پر گزارا کرنا تجویز کیا گیا۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کی جاری کردہ تھائی لینڈ کے دارالحکومت بنکاک کی ایک تصویر مورخہ 24 نومبر 2014ء کی اخبارات میں شائع ہوئی۔ جس میں ہزاروں بدھ راہبوں کو اپنے روایتی راہبانہ لباس میں ملبوس قطار اندر قطار نہایت ترتیب سے بیٹھے دکھایا گیا اور یہ ہزارہا صحت مند مرد حکومت اور عوام کی عطا کردہ خیرات کے منتظر تھے۔

دراصل بدھ مت میں self کو ختم کرنے کا تصور بہت الجھا کر بیان کیا گیا ہے جبکہ اسلام نے اسے بہت مناسب انداز میں بیان کیا ہے۔ ہمارے نزدیک self کو مارنے سے مراد نفس کو مارنا ہو سکتا ہے۔ اس نفس سے مراد نفس امّارہ ہے جو کہ انسان کو بدی کی طرف جو اس کے کمال کے مخالف اور اس کی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بد راہوں پر چلاتا ہے۔ اس نفس کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر آیا ہے کہ: ''اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ'' (یوسف:54)

اسلام نے نفس کو مارنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ ''فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ'' (البقرۃ:55) یعنی نفس کی گندی خواہشات کو زہد و تقویٰ کے ساتھ مارو۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ وہ اپنے طبعی لوازم میں شتر بے مہار کی طرح نہ چلے اور چارپایوں کی سی زندگی نہ بسر کرے بلکہ اس سے اچھی حالتیں اور اچھے اخلاق صادر ہوں۔ اس کی زندگی کے تمام لوازم میں کوئی بے اعتدالی ظہور میں نہ آوے اور طبعی خواہشات عقل کے مشورے سے ظہور پذیر ہوں۔

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

بقیہ: **خطبۂ عید الفطر**......از صفحہ نمبر 20

یعنی جمعہ کی عید سے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عید پر جس طرح اہتمام کیا جاتا ہے اور جس طرح حاضری ہوتی ہے جمعوں پر اس طرح حاضری نہیں ہوتی۔ گویا سال کے بعد آنے والی عید کو یا پھر عید الاضحیہ کو اگر شمار کیا جائے تو تقریباً سوا دو مہینے کے بعد دوبارہ عید آئے گی۔ یہ عید منا کر پھر تقریباً دس مہینے کے بعد عید کا اہتمام کیا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ساتویں دن عید کا دن مقرر کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے جمعہ عید منانے کو بھی مستقل عید قرار نہیں دیا۔ اگر ہم جمعہ کے بعد باقی دنوں میں اپنی ذمہ داری کو بھول جائیں اور اپنے روزمرہ کے فرائض جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان کو ادا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں بن سکتے۔ پس چھوٹی عید، بڑی عید جس کو عید قربانی بھی کہتے ہیں یا جمعہ، یہ سب عارضی عیدیں ہیں۔ اس لئے کہ حقیقی عید کا تقاضا صرف ان عیدوں کے پڑھنے سے پورا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان عیدوں سے یہ سبق دیا ہے کہ تمہیں روحانی مقام حاصل کرنے کے موقعے دیئے گئے ہیں۔ صرف انہی موقعوں پر خوش نہ ہو جاؤ۔ ان کو حاصل کرنے سے خوش نہ ہو جاؤ۔ اصل خوشی کا مقام اس وقت ہوتا ہے جب ان وقفوں کے دوران بھی، جو یہ وقفے ہیں ان کے دوران بھی خوشی کے مواقع تلاش کرو۔ جمعہ یا عید پڑھ کر یہ نہ سمجھ لو کہ جو روحانی مقام عید حاصل کرنے والے کو مل سکتا ہے وہ ہمیں مل گیا۔ ایسا خیال بے وقوفی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی طالب علم مثلاً ہفتے کے بعد، جہاں ہفتہ اتوار چھٹی ہوتی ہے یا بعض جگہوں میں مسلمان ممالک میں جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے تو چھٹی کے بعد یہ بھول جائے کہ اس نے سکول بھی جانا ہے۔ پہلے تو اس کے ماں باپ اس سے ناراض ہوں گے اور اسے سکول بھیجیں گے۔ پھر سکول جائے گا تو سکول میں اساتذہ اس سے ناراض ہوں گے اور بعض دفعہ سزا بھی ملتی ہے، مختلف قسم کی سزائیں ہیں۔ اسی طرح اگر انسان سمجھے کہ عید آ گئی، رمضان گزر گیا، اس لئے عبادت سے متعلق یا حقوق العباد کی ادائیگی سے متعلق میری جو ذمہ داریاں تھیں وہ رمضان سے ہی خاص تھیں، اب انہیں بھول جاؤ۔ یا کوئی یہ سمجھ لے کہ ایک رمضان میں نے گزار لیا اور عید بھی منا لی، اب آئندہ نہ کسی رمضان کی ضرورت ہے نہ عید کی اور بس۔ اور نہ اب جمعوں پر جانے کی ضرورت ہے یا جمعہ سے جمعہ کے درمیان جو عرصہ ہے اس میں عبادتوں کی ضرورت ہے۔ تو پھر ایسا شخص اپنے ایمان کو بھی کھو بیٹھے گا اور خدا تعالیٰ کی نظروں میں بھی گر جائے گا۔

غرض یہ عیدیں صرف خوشیاں منانے کے لئے نہیں آتیں بلکہ اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہیں کہ روحانی مقام بھی عارضی مقام ہوا کرتے ہیں۔ روحانیت میں ترقی کے لئے اگر ہر جمعہ اور ہر عید سنگ میل نہ بنے تو وہ عید انسان کے لئے خوشی کے بجائے تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کی مثال (دیتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ ایک پرانے احمدی نے بیان کیا کہ مَیں ان کے پاس چندہ کے لئے گیا کہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے چندہ دیں۔ اور باوجود اس کے کہ وہ اچھے مالدار آدمی تھے مگر چندہ کا ذکر سن کے کہنے لگے مَیں پہلے ہی بہت چندے دے چکا ہوں اور اب میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر کوئی چندہ واجب نہیں ہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک دن دوستوں نے دیکھا کہ وہ مسجد میں نمازوں پر نہیں آتے۔ پوچھنے پر کہنے لگے کہ میں نے بڑی نمازیں پڑھی ہیں۔ سرکار بھی ایک لمبا عرصہ کے بعد پنشن دے دیتی ہے تو خدا تعالیٰ کیوں نہیں دے گا۔ اس لئے نمازوں سے بھی چھٹی ہو گئی۔

تو دیکھیں ایک چیز یا ایک برائی انہیں دوسری برائی کی طرف لے گئی بلکہ ایک گناہ کی طرف لے گئی۔ انہوں نے اپنی سابقہ قربانیوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا اور یہ خیال کیا کہ ان قربانیوں کی وجہ سے مجھے کوئی روحانی مقام مل گیا، مَیں بہت اعلیٰ مدارج پر پہنچ گیا ہوں یا جس چیز کو مَیں نے یہ قربانیاں کر کے حاصل کرنا تھا وہ حاصل کر لیا۔ تو اس سوچ کی وجہ سے پھر نمازیں بھی ہاتھ سے نکل گئیں جو ایک بنیادی حکم ہے اور فرض ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رحم کیا کہ تھوڑے عرصے کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔ ورنہ بعید نہیں تھا کہ یہ بھی کہہ دیتے کہ بڑا لمبا عرصہ ہم خدا تعالیٰ پر ایمان لا چکے ہیں اب ایمان کی بھی ضرورت نہیں، یہاں سے بھی پنشن مل جانی چاہئے۔

پس ایسے بھی لوگ دنیا میں ہوتے ہیں۔ بہرحال گو اس بات سے ان کا عملی حصہ چھن گیا لیکن وفات کی وجہ سے کم از کم ایمان محفوظ رہا۔ ایمان کی حالت میں وہ فوت ہوئے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 256-255)

تو یہ تو ایک کھلی مثال ہے۔ لیکن چھوٹی چھوٹی مثالیں ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ تک لوگ خدمت دین کا شوق رکھتے ہیں، بڑے جوش سے خدمت کرتے ہیں، ہر قسم کی قربانیوں میں حصہ بھی لیتے ہیں لیکن کچھ عرصے کے بعد پھر پیچھے ہٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ بعض وجوہات بھی بن جاتی ہیں لیکن چاہے وہ وجوہات عہدیداروں کی وجہ سے بنیں یا کسی وجہ سے بنیں، ان وجوہات کو ایسے لوگوں کو دین کی خدمت سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کرنے والا نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ قربانیاں، یہ خدمات، یہ عمل وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہے ہیں اور اپنی ذات کے لئے کر رہے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی مرضی کے مطابق اگر کام نہ ہوں تو پہلے کام سے معذرت کرتے ہیں۔ پھر مالی قربانیوں میں کمزوری دکھاتے ہیں۔ پھر عبادتوں میں یا مسجد میں آنے میں کمزوری دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ بہرحال اس کی مختلف صورتیں ہیں جب انسان کسی بھی کام میں، عمل میں، نیکی میں، مستقل مزاج نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے سے اس بے استقلالی کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ عموماً عبادتوں میں کمزوری اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کمزوری تو چند دن یا کچھ عرصے کے بعد اکثر نظر آ جاتی ہے جو پیچھے ہٹنا شروع ہوتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بزرگ کی مثال دی، بعض دفعہ ایمان میں بھی کمزوری ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

پس یہ عید ہمیں اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم اپنی عید کی خوشیوں کو کس طرح مستقل کر سکتے ہیں۔ کن راستوں کی تلاش کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہمیشہ سمیٹنے والے بناتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ہمیشہ دیتا رہے اور بے انتہا دیتا رہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ابدی جنتوں میں ڈالے، اسے انعامات سے مستقل نوازے۔ اسلام کا خدا نعوذ باللہ وہ خدا نہیں ہے جس کے بارے میں بعض دوسرے مذہب والے یہ تصور رکھتے ہیں کہ وہ ابدی جنت نہیں دے سکتا کیونکہ اس کا خزانہ خالی ہو جائے گا یا جنت میں جگہ نہیں رہے گی۔ اسلام کا خدا تو اس جہان میں بھی جنت دیتا ہے اور اگلے جہان میں بھی جنت دیتا ہے لیکن اس کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے۔ پس ہمیں مستقل اور ہمیشہ کی جنت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ۔ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (ہود: 109) اور وہ لوگ جو خوش نصیب بنائے گئے تو وہ جنت میں ہوں گے۔ وہ اس میں رہنے والے ہیں جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں سوائے اس کے جو تیرا رب چاہے۔ یہ ایک نہ کاٹے جانے والی جزا کے طور پر ہو گا۔ ایسی جزا جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ایسی جنت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ یہ ہمارا خدا ہے جو کہتا ہے کہ ہم جو کچھ جنتیوں کو دیں گے وہ ہمیشہ کے لئے ہو گا، واپس لینے کے لئے نہیں ہو گا۔ ہمارا انعام تو ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ایسی ہے جو عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنتیوں کا انعام نہ کاٹا جانے والا ہے اور یہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔ دراصل مومن کے لئے یہی حقیقی عید ہے جو نہ ختم ہونے والے انعام کی صورت میں ہے۔ گویا جو نہ ہٹنے والی عید ہے، ہمیشہ قائم رہنے والی عید ہے اور یہی نہ کٹنے والی عید جو ہے وہ عام مومن کے لئے ہے اور یہ وہ جنت ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور حقیقی عید وہی ہے جب مستقل جنت مل جائے۔ ایسی جگہ مومن چلا جائے جو جنت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ایک حقیقی عبد کا، بندے کا مقام ہے۔ اور یہ جنت مسلسل کام سے ملتی ہے۔ اور جو بندہ اس دنیا میں اپنے روحانی کاموں کو چھوڑ بیٹھتا ہے وہ اس جنت سے محروم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس اصل کو دنیا میں بہت سے دنیا والے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔ عام مسلمانوں میں تو پیروں فقیروں نے اپنے مقام کی، نام نہاد مقام کی آڑ میں ایسے بہت سے غلط تصورات پیدا کر دیئے ہیں، ایسے بہانے تراشے ہوئے ہیں کہ انہیں اب ان کے مقام کی وجہ سے مسلسل عمل کی ضرورت نہیں ہے، ان کو خدا مل گیا۔ نتیجۃً ان کے مرید اور عامۃ المسلمین نے بھی یہی تصور پیدا کر لیا ہے کہ اگر کسی کو مقام مل جائے تو پھر اس کو کسی قسم کے عمل کی ضرورت نہیں رہتی یا مسلسل عمل کی ضرورت نہیں رہتی۔ جب ضرورت ہوئی اپنے پیر صاحب کے پاس جا کر یا کسی نام نہاد مُلّاں یا عالم کے پاس جا کر دعا کروا کر یا تعویذ لے کر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے حاصل کرنے والے ہم بن جائیں گے۔ یہ تصور پیدا ہو گیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ان کے پیروں کا یہ حال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ایسے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں کہ ہمیں اب کسی عبادت کی ضرورت نہیں۔

حضرت مصلح موعود ایک ایسے ہی شخص کا واقعہ بیان کرتے ہیں جو ان فقیروں سے، پیروں سے متاثر تھا۔ وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے ایک سوال کرنا ہے۔ آپ نے کہا ٹھیک ہے فرمائیں کیا سوال ہے۔ کہنے لگا کہ اگر کوئی دریا کے دوسرے کنارے جانے کے لئے کشتی میں بیٹھ جائے تو کنارے پہنچ کے وہ کیا کرے؟ اب اس سوال کے دو ہی جواب دیئے جا سکتے ہیں کہ اتر جائے یا بیٹھا رہے۔ اب عام حالات میں ایک عقلمند آدمی کا یہی جواب ہو گا کہ جب کنارے پہنچ گیا تو اتر جائے۔ اب اس شخص نے اپنے خیال میں ایک بہت بڑی پہیلی اور الجھا ہوا سوال ڈالا تھا۔ لیکن حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ظاہری طور پر تو میرا یہی جواب ہونا چاہئے تھا کہ جب کنارہ آ گیا تو اتر جاؤ لیکن اس کے یہ کہنے پر اگر میں اس کو یہ کہہ دیتا کہ اتر جاؤ تو پھر اس نے اگلا سوال یہ کرنا تھا کہ چلو پھر ٹھیک ہے اگر اتر جانے والی بات ہے تو جب انسان کو خدا مل گیا تو پھر مزید عبادت اور عمل کی کیا ضرورت ہے۔ تو آپ کہتے ہیں جب اس نے مجھے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سوال کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرمائی، میرے دل میں ڈالی۔ میں نے اسے یہ جواب دیا کہ اگر تو اس دریا کا کوئی کنارہ ہے جس میں وہ کشتی پر سوار ہے تو ٹھیک ہے۔ جب کنارہ آئے تو اتر جانا یقیناً عقلمندی ہے۔ لیکن اگر اس دریا کا کوئی کنارہ نہیں تو جہاں وہ کشتی سے اترا وہیں ڈوبا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میرے اس جواب پر وہ تھوڑی دیر حیران ہو گیا۔ پھر خاموش رہا، تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ پھر یہ عبادتیں ہمیشہ کرنی پڑیں گی۔ اس کا مطلب تو یہی ہوا۔ تو وہ شخص دراصل

عام فقیروں سے اس قسم کی باتیں سن کر آیا تھا کہ نماز خدا تعالیٰ سے ملنے کے لئے پڑھی جاتی ہے لیکن جسے خدا مل گیا اسے نماز کی کیا ضرورت ہے۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد اول صفحہ 258-257)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے بھی اپنی ایک ہمشیرہ کے بارے میں بیان فرمایا کہ اس نے بھی اسی طرح پیروں سے متاثر ہو کے کہہ دیا تھا کہ کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ مَیں فلاں پیر کی بیعت میں ہوں اور اگر مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پوچھے تو کہہ دینا میری ساری ذمہ داری پیر صاحب نے لے لی ہے، مجھے کوئی جنت میں جانے سے نہیں روک سکتا۔(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 209-208) تو یہ تصورات ہیں۔

پس یہ سمجھتے ہیں کہ روزے خدا تعالیٰ سے ملنے کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ نمازیں خدا تعالیٰ سے ملنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن جسے خدا مل گیا اسے نہ نمازوں کی ضرورت ہے، نہ روزوں کی ضرورت ہے، نہ کسی اور عمل کی ضرورت ہے۔ زکوٰۃ خدا تعالیٰ سے ملنے کے لئے دی جاتی ہے۔ پھر زکوٰۃ کی بھی ضرورت نہیں۔ جسے خدا مل گیا اسے ان چیزوں کو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

بہر حال اسی طرح پھر جو دوسری نیکیاں ہیں ان سے بھی انسان دور ہٹتا چلا جاتا ہے کہ نیکیاں خدا کو ملنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ اگر خدا مل گیا تو پھر نیکیوں کی ضرورت بھی کوئی نہیں۔ کیا وجہ ہے کہ جب خدا مل گیا تو پھر اپنے آپ کو انسان مستقل مشکل میں ڈالتا چلا جائے۔ یہ نیکیاں تو منزل پر پہنچانے کے لئے سواریوں کا کام دیتی ہیں۔ جب منزل پر پہنچ گئے تو پھر سواری پر بیٹھے رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بڑی بیوقوفی ہوگی کہ انسان گھر پہنچ کر پھر یہ کہے کہ میرا مقصد تو گھر پہنچنا تھا اب میں پہنچ گیا۔ اب گھر کے اندر جانے کی بجائے میں اسی گاڑی میں بیٹھا رہوں گا، باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔ پس جب منزل مقصود محدود ہو تو سواری سے اترنا عقلمندی ہے، جو دنیاوی منزلیں ہیں۔ لیکن جب منزل مقصود لامحدود ہو تو جہاں انسان سواری سے اترے گا وہیں تباہ ہو جائے گا۔

پس اس طرح کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو گو پیروں فقیروں کے مرید نہیں ہوتے لیکن ان کے خیالات میں مبتلا ہوتے ہیں، عملاً ان سے یہی کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ چھپے ہوتے ہیں لیکن ایک دن ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے عمل خود بخود انہیں ظاہر کر دیتے ہیں۔ کچھ دن نماز پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ اب انہیں نمازوں کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ کچھ دن روزے رکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ اب انہیں روزوں کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ چند دن صدقہ وخیرات کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب انہیں صدقہ وخیرات کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ وہ بہت صدقہ دے چکے ہیں۔ لیکن دنیاوی معاملات میں انہیں یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم نے بہت کھالیا، اب ہمیں کھانے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم نے بہت پانی پی لیا، جوس پی لئے، اب ہمیں نہ پانی پینے کی ضرورت ہے نہ جوس پینے کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضرورت ہے۔ کچھ دن کپڑے پہن کے یہ نہیں کہتے کہ ہم نے کپڑے پہن لئے، اب کوئی ضرورت نہیں۔ اب چاہے سردی ہو یا گرمی، ہم موسم کے لحاظ سے کپڑے نہیں پہنیں گے۔ اگر وہ ایسی سوچ رکھنے والے ہوں گے تو یا تو خود اپنی جان پر ظلم کر رہے ہوں گے اور یا پھر ان کے عزیز رشتہ دار انہیں دماغی مریض سمجھ کر دماغی امراض کے ہسپتال میں داخل کرا دیں گے۔

پس جسمانی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اپنی زندگی کے سانس کو قائم رکھنے کے لئے ہر عقلمند کوشش کرتا ہے مگر روح کی طاقت کے لئے یہ کوشش نہیں ہوتی۔ کہہ دیا جاتا ہے کہ بہت کچھ کر لیا۔ یا توجہ نہیں رہتی، پوری طرح سستیاں ہوتی ہیں۔ کبھی یہ نہیں ہوتا کہ کھانا کھانا بھول جائیں یا کام پہ جانے سے پہلے اب تیار ہو کے اچھے کپڑے پہننا بھول جائیں۔ بھول جاتے ہیں کہ ان کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا نام لو تو جن کو خدا تعالیٰ پر یقین ہے وہ یہ تو کہتے ہیں کہ خدا بھی ملے خدا تعالیٰ کے انعامات بھی ملیں لیکن ان انعامات کو حاصل کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

پس جس طرح جسمانی غذا اور ضروریات انسانی زندگی کا لازمہ ہیں اسی طرح جو روحانی غذا ہے، نماز ہے، روزہ ہے، صدقہ وخیرات ہے، یہ بھی روحانی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح دوسرے احکام شریعت ہیں، وہ بھی روحانی زندگی کا لازمہ ہے۔ چند خوابیں دیکھ کر بعض لوگ سمجھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا خدا سے براہ راست تعلق قائم ہو گیا، اب مجھے نہ حقوق العباد کی ادائیگی کی ضرورت ہے اور نہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی ضرورت ہے۔ نہ نظام جماعت کی ضرورت ہے، نہ خلافت کی بیعت کی ضرورت ہے۔ ایسے لوگ پھر روحانی طور پر غرق ہو کر روحانی زندگی سے ہاتھ دھونے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کرتے۔ اپنے زعم میں یہ روحانی مقام تک پہنچے ہوتے ہیں حالانکہ نہیں پہنچے ہوتے۔ یہ لوگ عارضی عید کو مستقل عید سمجھ لیتے ہیں اور روحانی زندگی ضائع کر لیتے ہیں۔ حالانکہ مستقل عید مرنے کے بعد کی عید ہے یا اس شخص کی عید ہے جو اپنی زندگی میں ہی مر گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی زندگی کا ہر لحظہ گزارنے کے لئے تیار ہو گیا بلکہ گزارنے والا بن گیا یا مسلسل عمل اس کی زندگی کا خاصہ بن گیا۔ پس یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عمل سزا نہیں بلکہ عمل غذا ہے اور روحانی صحت برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے جس طرح جسمانی صحت کے لئے مادی غذا ضروری ہے۔ ایک پہلوان کو جوں جوں طاقت ملتی ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ خوراک اچھی ہوتی جائے۔ پس روحانی ترقی کے لئے بھی روحانی غذا یعنی وہ اعمال جو اللہ تعالیٰ نے کرنے کے لئے کہے ہیں ان کو کرنے کی ضرورت ہے اور ان میں بڑھتے چلے جانا چاہئے۔ عمل کسی صورت میں بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ظاہری رنگ میں ہم عبادتوں کی طرف دیکھتے ہیں تو عید والے دن ہمیں عبادت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ عید والے دن پانچ کے بجائے چھ نمازیں پڑھنی پڑتی ہیں اور پھر خطبہ بھی سننا پڑتا ہے۔

پس اسلامی اور روحانی عید کام چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ کام میں زیادتی کا نام ہے اور یہ مسلسل کام کا سلسلہ اگلے جہان میں بھی چلتا ہے لیکن مومن کے لئے وہاں مستقل عید ہوگی۔ اس کے انعامات ضائع نہیں ہوں گے۔ کام تو وہاں بھی وہ کرے گا لیکن وہی کام کرے گا جو اللہ چاہے گا۔ سورۃ یٰسین میں اس کا بیان اس طرح ہوا ہے کہ اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِهُوۡنَ (یٰس:56)۔ کہ جنتی لوگ اس دن کام میں مشغول ہوں گے اور جنتوں میں جا کے خوشی سے ہنس رہے ہوں گے۔ یعنی ذکر الٰہی میں مصروف ہوں گے۔ یہ بھی ان کے لئے ایک کام ہے۔ جنتیوں کے لئے یہی عمل ہیں جو وہ کر رہے ہوں گے اور اس وجہ سے ان کا انعام مستقل ہوگا۔ پس انعام مستقل ہو سکتا ہے اور وہ ایک حقیقی مومن کو اس دنیا میں بھی مستقل ہو سکتا ہے۔ جو لوگ اس دنیا میں زندہ رہتے ہوئے مرجاتے ہیں ان کا انعام اس دنیا میں مستقل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں پر اس دنیا میں ہی یوم البعث آجاتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ (الاعراف:15)۔ یعنی شیطان نے کہا کہ مجھے اس دن تک مہلت عطا کر جب وہ اٹھائے جائیں گے۔ اٹھائے جائیں گے سے مراد ہے کہ اس وقت تک میں انہیں ورغلاتا رہوں گا جب تک وہ یوم البعث تک نہیں پہنچ جاتے اور یوم البعث ہر ایک کا مختلف ہے۔ کسی کو اس دنیا میں مل جاتا ہے کسی کو اگلے جہان میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو اس دنیا میں بھی آجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ یوم البعث اس دنیا میں آگیا۔ آپ کی مستقل عید اس دنیا میں مل گئی۔ پس کیا اس وجہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے عمل چھوڑ دیئے؟ ان فرائض کی ادائیگی چھوڑ دی جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے تھے؟ نہیں، بلکہ نوافل میں بھی بڑھتے چلے گئے۔ بلکہ ہر دن آپ کے ہر عمل میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی وہ دن آیا مگر کیا آپ نے اپنے ذمہ جو کام تھے جو اللہ تعالیٰ نے (آپ کے ذمہ) لگائے ان کو چھوڑ دیا؟ کیا عبادتوں میں کمی آگئی یا چھوڑ دیں؟ کیا اشاعت دین کا کام چھوڑ دیا؟ کیا خدمت خلق کا کام چھوڑ دیا؟ (اب یہی آپ نے اپنی بعثت کے مقصد بتائے ہیں) نہیں، بلکہ ان کاموں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور ان کے اضافہ ہوتے چلے جانے سے آپ کی خوشی میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ایک عام مومن ہے اگر حقیقی مومن ہے تو عید کے دن ایک زائد نماز پڑھ کر، عید کی نماز پڑھ کر خوشی محسوس کرتا ہے لیکن جس کو عید کا صحیح ادراک اور فہم نہیں، جو عبادتوں کی حقیقت کو نہیں جانتا وہ تو یہی کہے گا کہ کیا مصیبت گلے پڑگئی۔ کہتے ہیں یہ عجیب مشکل ہے کہ عید والے دن ہمیں کہتے ہیں کہ چھٹی نماز بھی پڑھو۔ پہلے پانچ نمازیں فرض تھیں اب آج چھ فرض ہو گئیں۔ ہم نے اچھے کپڑے پہن لئے، کھا پی لیا، خوشیاں منا لیں، بازاروں میں پھر لئے، پارکوں میں چلے گئے، بس یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ پس جن لوگوں پر یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ والی کیفیت طاری نہیں ہوتی وہ ان باتوں کو بوجھ سمجھتے ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی شخص جس کو اپنے پیشے سے لگاؤ ہے، محبت ہے۔ ڈاکٹر ہیں، انجنیئر ہیں یا دوسرے ہیں وہ رات دن کام کر کے خوش ہوتے ہیں۔ بعض اپنے پیسہ کمانے کے کام کے علاوہ اپنے پیشے کے کام سے خدمت کر کے بھی خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے ڈاکٹر خدمت خلق کے کیمپ لگاتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ عام حالات سے زیادہ وقت دیا اور کام کیا اور خدمت خلق کی۔ ہمارے انجنیئر افریقہ جاتے ہیں تو اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بھی بعض نوجوان کام کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کام مکمل کر کے پھر اگلے کام کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر خوشی نہ ہو تو کبھی اگلے کام کے لئے تیار نہ ہوں۔

پس حقیقی خوشی اسی میں ہے کہ انسان نہ تھکے۔ ایک عمل ہو اور مستقل عمل ہو۔ رات دن کام کر کے بھی اس کام کو بوجھ نہ سمجھے بلکہ خوش ہو اور یقیناً ایسے لوگ خوش ہوتے ہیں جن کو اپنے کام سے حقیقی خوشی ملتی ہے۔ اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے خدمت خلق کی۔ پس یہ اصولی بات ہے کہ بشاشت قلب پیدا ہو جائے تو عمل خوشی کا موجب بن جاتا ہے۔ وہ کام خوشی کا موجب بن جاتا ہے اور اگر بشاشت قلب پیدا نہ ہو، دل میں خوشی پیدا نہ ہو تو ہر عمل، ہر کام جو ہے وہ تکلیف لگتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا نام ہی بشاشت قلب رکھا ہے۔ یعنی کامل ایمان دل کی خوشی سے، دل کی بشاشت سے پیدا ہوتا ہے۔

پس حقیقی عید وہی ہے جب انسان عمل میں خوشی محسوس کرنے لگے اور کام بوجھ نہ لگے۔ عبادتوں کی طرف مستقل توجہ اس کے لئے خوشی کا باعث ہو۔ خدا تعالیٰ کے لئے قربانی یا بندوں کے لئے قربانی یا نظام سلسلہ کے لئے قربانی، یہ تمام قربانیاں اس کے لئے راحت پیدا کریں، خوشی اور اطمینان کا موجب ہوں۔ یہ چیزیں اسے مشکل نہ لگیں تو پھر ایسا انسان مستقل عید حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر عیدیں جو ہیں یہ عارضی عیدیں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کیسی قربانیاں دیں۔ زبردستی یا اچانک ان سے قربانیاں

نہیں لی گئیں بلکہ خوشی سے اور لمبے عرصے تک انہوں نے قربانیاں دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا ذکر آتا ہے جنہوں نے بچپن میں بارہ تیرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے اور بڑے لاڈلے تھے لیکن مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے ماں باپ جو بڑے متعصب تھے انہوں نے ان سے بڑا بُرا سلوک کرنا شروع کر دیا۔ جب کھانے کا وقت آتا تو ان کی ماں اس خیال سے ان کے آگے اس طرح روٹی پھینک کے ڈالتی جس طرح کتّے کو یا کسی جانور کو دیا جاتا ہے کہ اگر میں نے برتن میں دیئے تو برتن پلید ہو جائے گا۔ یہ تو ان کی ماں کا سلوک تھا۔ ہمارے ساتھ، بعض احمدیوں کے ساتھ بھی پاکستان میں یہ سلوک ہوتا ہے لیکن وہ دوسرے کر رہے ہوتے ہیں کہ احمدیوں کو برتن میں کھانا نہیں دینا، ہمارے برتن پلید ہو جائیں گے۔ تو بہرحال یہ صحابی اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔ جب وہ مضبوطی سے قائم رہے تو ماں باپ نے انہیں گھر سے نکال دیا کہ گھر آنا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چھوڑ دو۔ انہوں نے مضبوط ایمان ہونے کی وجہ سے گھر تو چھوڑ دیا لیکن یہ گوارا نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑیں اور غالباً حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ کئی سالوں کے بعد واپس آئے تو ماں نے کہلا بھیجا کہ بیٹا میں ملنا چاہتی ہوں۔ چھوٹی عمر کا بچہ اپنے والدین سے جدا ہوا۔ کئی سال باہر رہنے کی وجہ سے یہ خیال تھا کہ ماں نے بلایا ہے تو شاید اب دل نرم ہو گیا ہو گا۔ اب وہ پابندیاں نہیں لگائے گی۔ اس لئے ملنے چلے گئے۔ ماں نے بھی بڑے پیار سے گلے لگایا اور پھر کہنے لگی بیٹا امید ہے کہ اب تم اس صابی کے پاس نہیں جاؤ گے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا کہ اب ان کے پاس نہیں جاؤ گے۔ تو وہ صحابی فوراً ماں سے علیحدہ ہو گئے اور کہا کہ امّاں! مَیں تو سمجھا تھا کہ میرے دُور جانے کی وجہ سے تمہارا بغض اور کینہ جو تمہارے دل میں ہے وہ دُور ہو گیا ہو گا لیکن تمہاری تو ابھی تک وہی حالت ہے۔ مَیں تمہاری خاطر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ کہہ کر اپنی ماں کے پاس سے آ گئے اور پھر زندگی بھر ماں کا منہ نہیں دیکھا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد اول صفحہ 265-264)

پس حقیقی عید وہی ہے جس میں انسان کو عمل میں لذت محسوس ہونے لگے۔ قربانی کر کے بھی لذت محسوس ہو اور قربانیوں کے لئے ہر قسم کی آگ میں کودنے کے لئے وہ تیار ہو جائے اور کبھی عمل ترک کرنے کا سوچے بھی نہ۔ یہ مقام جب کسی قوم یا فرد کو مل جاتا ہے تو حقیقی عید بن جاتی ہے اور دینی اور دنیاوی مقاصد اسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقی عید کی حالت پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے اور یہی حقیقی عید ہے جو وہ ہم میں دیکھنا چاہتے تھے۔ جہاں ہم کسی عمل کو بوجھ سمجھ کے ترک کرنے والے نہ ہوں اور نہ کسی قربانی سے دریغ کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس روح کو سمجھتے ہیں۔ عبادتوں کا سوال ہو تو وہ اپنی عبادتوں کے حق ادا کرتے ہیں۔ کوشش ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کو کسی طرح راضی کیا جائے۔ لیکن جماعت میں عموماً اس کی طرف ابھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے جماعتی ترقیاں حاصل کرنی ہیں تو من حیث الجماعت بھی ہمیں یہ کوشش کرنی پڑے گی کہ عید کے بعد وہ ذوق و شوق قائم رہے جو رمضان میں عبادتوں کا ہوتا ہے۔ ہم میں سے اکثریت جو ہے وہ باقی قربانیوں کی روح کو تو سمجھتی ہے یا کم از کم صحیح طرح ادراک نہیں بھی ہے تو قربانیاں، خاص طور پر مالی قربانیاں کرتے ہیں اور یہ چیزیں اس لحاظ سے پھر ان کی ایمان میں ترقی کا باعث بھی بن جاتی ہیں۔ جماعت کی اکثریت وقت کی قربانی اور مالی قربانی میں بہت راحت محسوس کرتی ہے لیکن اپنے وقتوں کو قربان کر کے پانچ وقت نمازوں کی طرف توجہ دے کر اپنی روحانی حالت کو سنوارنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے تا کہ ان جنتیوں میں ہم شامل ہو سکیں جو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ جن کی صبحیں بھی عیدیں ہیں اور شام بھی عیدیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں نے مالی قربانی کا ذکر کیا ہے لیکن جان کی قربانی میں بھی جماعت کے افراد پیچھے نہیں ہیں۔ یہ قربانی کر کے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر رہے ہیں۔ آئے دن احمدی جان کے نذرانے پیش کر رہے ہیں خاص طور پر پاکستان میں لیکن ایمان سے نہیں ہٹ رہے۔ گزشتہ دنوں دو بچیوں اور ایک عورت نے بھی یہ قربانی دی۔ مالی قربانی کے لحاظ سے بھی اس علاقے میں رہنے والے جتنے لوگ تھے جن کے وہاں اس علاقے میں گھر تھے، انہوں نے قربانی دی کہ ان کے گھر لوٹے گئے، جلائے گئے اور اس لحاظ سے بھی وہ پورے کا پورا جو علاقہ تھا یا محلّہ تھا اس کے رہنے والے احمدیوں نے قربانی دی۔

جان کی قربانی کرنے والوں کو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مرے نہیں۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آل عمران:170)۔ بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ پس ان کو تو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام دے دیا جو شہید ہوئے۔ وہ اس مقام کو پہنچ گئے جہاں ان کے رتبے بلند تر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کے نیک اثرات پیچھے رہنے والے ان کے عزیزوں اور پیاروں پر بھی قائم فرمائے۔ اور ہم پر بھی اس کے اثرات ظاہر ہوں۔ جماعت پر بھی اس کے اثرات ظاہر ہوں۔ اپنوں کی جدائی کوئی معمولی غم نہیں ہوتا۔ خاص طور پر اس ماں کا غم انسان سوچ بھی نہیں سکتا جس کی دو کم سن بچیوں کو ظالموں نے اپنے ظلم کا نشانہ بنایا۔ صبر سے یہ صدمہ برداشت کرنا ماں کے لئے بھی بہت بڑی قربانی ہے۔ خاص طور پر عید سے ایک دن پہلے جب وہ ماں اپنے بچوں کے عید کی خوشی میں شامل ہونے کے ارمان لئے ہوئے ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ماؤں کو بچوں کا دکھ دینے والوں سے خود نپٹنے کے جلد سامان پیدا فرمائے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان غمزدوں کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ اور یہ جو ماں ہے جس کو دکھ دیا گیا، اللہ تعالیٰ ان کو نعم البدل بھی عطا فرمائے۔ اسی طرح جو وہاں کے زخمی ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک خاتون کی حالت کافی نازک ہے۔ ان کے بھی بچے کی پیدائش ہونے والی تھی۔ بچہ اندر فوت ہو گیا اور آپریشن کر کے نکالا گیا۔ تقریباً پیدائش کے قریب ہی تھا۔ اسی طرح شہدائے احمدیت کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے جلد تر ہمیں احمدیت کی خارق عادت فتح کے نشان دکھائے۔ اور یہی وہ عید ہے جس کے منانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا تھا۔

اسیران کی رہائی کے لئے بھی دعا کریں۔ مالی قربانی کرنے والوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ بیماروں، مریضوں اور ضرورتمندوں، واقفین زندگی یا طوعی طور پر خدمت کرنے والے جتنے ہیں ان سب کو عمومی طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی جو متعلقہ ضروریات ہیں وہ پوری فرمائے اور مشکلات آسان کرے۔

یہ دعا بھی خاص طور پر کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام پر عمل کرنے والا بنا کر ہمیں حقیقی عید منانے والا اور بنانے والا بنا دے تا کہ ہم اس عید کو دیکھنے والے ہوں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے والی ہو۔ اصل حقیقی خوشی تو اسی وقت پہنچتی ہے۔ عید منانا تو ایک عارضی وقت کے لئے ہے اسی لئے بنانے کے لئے بھی کہا ہے۔ عید بنانا وہ چیز ہے جو انسان کو مستقل عمل میں رکھتی ہے یعنی عمل کی طرف اس کی توجہ رہتی ہے تبھی حقیقی عید بنائی جاتی ہے اور یہی عید ہمارا مقصد ہے اور ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بھی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اب اس کے بعد دعا ہو گی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ان سب باتوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور ساتھ ہی تمام دنیا کے احمدیوں کو، آپ سب کو میں عید مبارک کا تحفہ بھی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ عید ہمارے لئے بابرکت فرمائے اور ہر غم سے ہمیں نجات دے اور حقیقی خوشیاں ہمیں دکھائے۔

[خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی جس میں نہ صرف بیت الفتوح میں حاضر احباب و خواتین بلکہ ایم ٹی اے کے توسّط سے دنیا بھر میں کروڑوں افراد شامل ہوئے۔]

☆......☆......☆

بقیہ: **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی**

......................از صفحہ نمبر 4

تَعْنِیْ فِیْ خِدْمَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ (بخاری کتاب الاذان باب من کان فی حاجة اهله فاقیمت الصلوة فخرج)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ اپنے اہل کی مہنت کرتے تھے۔ یعنی خدمت کرتے تھے۔ پس جب نماز کا وقت آ جاتا تو آپ نماز کے لئے باہر چلے جاتے تھے۔

اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کس سادگی کی زندگی بسر فرماتے تھے اور بادشاہت کے باوجود آپ کے گھر کا کام کاج کرنے والا کوئی نوکر نہ ہوتا بلکہ آپ اپنے خالی اوقات میں خود ہی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر گھر کا کام کاج کروا دیتے۔ اللہ اللہ کیسی سادہ زندگی ہے، کیا بے نظیر نمونہ ہے، کیا کوئی انسان بھی ایسا پیش کیا جا سکتا ہے جس نے بادشاہ ہو کر یہ نمونہ دکھایا ہو کہ اپنے گھر کے کام کے لئے ایک نوکر بھی نہ ہو۔ اگر کسی نے دکھایا ہے تو وہ بھی آپ کے خدّام میں سے ہو گا۔ کسی دوسرے بادشاہ نے جو آپؐ کی غلامی کا فخر نہ رکھتا ہو یہ نمونہ کبھی نہیں دکھایا۔ ایسے بھی مل جائیں گے جنہوں نے دنیا سے ڈر کر اسے چھوڑ ہی دیا۔ ایسے بھی ہوں گے جو دنیا میں پڑے اور اُسی کے ہو گئے۔ مگر یہ نمونہ کہ دنیا کی اصلاح کے لئے اس کا بوجھ اپنے کندھوں پر بھی اٹھائے رکھا اور ملکوں کے انتظام کی باگ اپنے ہاتھ میں رکھی مگر پھر بھی اس سے الگ رہے اور اس سے محبت نہ کی اور بادشاہ ہو کر فقر اختیار کیا۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خدّام کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی۔ جن لوگوں کے پاس کچھ تھا ہی نہیں وہ اپنے رہنے کے لئے مکان بھی نہ پاتے تھے اور دشمن جنہیں کہیں چین سے نہیں رہنے دیتے تھے کبھی کہیں اور کبھی کہیں جانا پڑتا تھا ان کے ہاں کی سادگی کوئی اعلیٰ نمونہ نہیں۔ جس کے پاس ہو ہی نہیں اس نے شان و شوکت سے کیا رہنا ہے۔ مگر ملک عرب کا بادشاہ ہو کر لاکھوں روپیہ اپنے ہاتھ سے لوگوں میں تقسیم کر دینا اور گھر کا کام کاج بھی خود کرنا یہ وہ بات ہے جو اصحاب بصیرت کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے بغیر نہیں رہ سکتی۔ (انوار العلوم جلد 12 صفحہ 517 تا 523)

☆......☆......☆

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی چند پیاری یادیں

(عطاءالمجیب راشد۔ مبلغ انچارج برطانیہ)

میرے پیارے ابّا جان مرحوم ومغفور، خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال پر 37 سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن ان کی محبت بھری دلکش اور حسین یادیں ہمیشہ کی طرح تروتازہ ہیں۔ اپنے ذاتی مشاہدات پر مبنی چند ایک واقعات اور تأثرات بیان کرتا ہوں اور قارئین سے عاجزانہ درخواست ہے کہ حضرت ابّا جانؒ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجاتِ قربِ الٰہی کو بڑھاتا چلا جائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں عطاءً غیر مجذوذ سے نوازے آمین۔

تعلق باللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت ابا جانؒ مرحوم و مغفور صاحبِ کشوف والہام بزرگ تھے۔ رؤیائے صادقہ بہت کثرت سے دیکھتے لیکن طبیعت میں ایسی انکساری اور خاکساری تھی کہ ان عظیم انعامات کا بہت ہی کم ذکر فرماتے۔ اکثر اس ذاتی تعلق باری تعالیٰ کا اخفاء ہی پسند فرماتے اور یہی اللہ تعالیٰ کے سچے مومن بندوں کا عام طریق ہوتا ہے۔ بعض موقعوں پر ان انعامات کا ذکر آپ کی زبان سے میں نے سنا ہے لیکن ہر بار یہ ذکر اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی حمد سے لبریز جذبات کے ساتھ ہوتا نہ کہ اپنی ذات کو نمایاں کرنے یا تفاخر کی غرض سے۔

1953ء کے خطرناک حالات میں ہر احمدی مجسّم دعا بنا ہوا تھا۔ حضرت ابا جانؒ نے ان حالات کا ذکر کرتے ہوئے ایک بار فرمایا کہ ان دنوں میں دشمنوں کے خطرناک منصوبوں کی خبریں ہر روز موصول ہوتی تھیں۔ ان اطلاعات پر ایک مرکزی کمیٹی میں غور وفکر کیا جاتا، مشورے ہوتے اور ضروری تدابیر اختیار کی جاتیں۔ آپ فرماتے تھے کہ ان پریشان کر دینے والی خوفناک اطلاعات سے طبیعت بہت فکر مند رہتی اور دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ ہوتی۔ ایک روز بہت فکر مندی کا عالم تھا۔ خوب دعا کا موقع ملا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ تسلی دی کہ ان ساری مشکلات کے بادل چھٹ جائیں گے اور ان مشکل حالات میں اللہ تعالیٰ جماعت کی حفاظت فرمائے گا۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت ابا جان نے اپنے اس الہام کا ذکر فرمایا کہ اِنَّا نُنَفِّسُ کُلَّ کُرْبَۃٍ مِنْ کُرَبَاتِ الدُّنْیَا کہ دنیا کی سب مشکلات اور آزمائشوں کو ہم پھونک سے اڑا کر رکھ دیں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدائی وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا اور ہوتا چلا جا رہا ہے۔

معجزانہ حفاظت

تعلق باللہ اور تائید الٰہی کے حوالہ سے مجھے ایک اور ایمان افروز واقعہ یاد آیا جو آپ کے قیامِ فلسطین کے زمانہ کا ہے۔ میرے والد محترم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری رحمہ اللہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک بار ایک احمدی دوست کے ساتھ ایک تبلیغی پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد رات کے وقت پیدل واپس کبابیر آ رہا تھا کہ جنگل میں سے گزرتے ہوئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے جھاڑیوں میں کچھ حرکت ہے لیکن یہ خیال کرتے ہوئے کہ شاید کوئی جانور ہو، زیادہ توجہ نہ دی۔ آگے گزر گئے تو تھوڑی دیر بعد پیچھے سے یکے بعد دیگرے دو بندوقوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ لیکن انہیں بھی اتفاقی واقعہ سمجھ کر کچھ توجہ نہ دی گئی۔ بظاہر بہت معمولی سا واقعہ تھا جو یاد بھی نہ رہا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو گویا موت کا سفر تھا جو اللہ تعالیٰ کی تائید کے سایہ میں حفاظت سے طے ہو گیا۔

کافی عرصہ بعد اس واقعہ کی اصل حقیقت معلوم ہوئی کہ کچھ معاندینِ احمدیت عرصہ سے مجھے قتل کرنے کی کوشش میں تھے۔ اس رات ان میں سے دو نوجوان نئی بندوقوں سے مسلّح ہو کر اور پوری تیاری کے ساتھ میری تاک میں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں اور میرا ساتھی باتیں کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو پہلے ان میں سے ایک نے مجھ پر بندوق چلائی لیکن نہیں چلی۔ پھر دوسرے نوجوان نے بندوق چلانے کی کوشش کی لیکن اس کی بندوق بھی نہ چل سکی۔ ہم دونوں ان کی قاتلانہ کوششوں سے کلیۃً بے خبر، اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور حفاظت کے سایہ میں آگے بڑھ گئے۔ ہمارے گزر جانے کے بعد جب ان دونوں نوجوانوں نے اپنی اپنی نئی بندوقوں کو چلایا تو انہوں نے بالکل ٹھیک کام کیا۔ ان میں قطعاً کوئی خرابی نہ تھی۔ بات صرف یہ تھی کہ جب ان بندوقوں کا رُخ دو مجاہدینِ اسلام کی طرف تھا تو اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے انہیں چلنے سے روک دیا۔

توکل علی اللہ

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے ایک مجلس میں مجھ سے ذکر فرمایا کہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؒ نے ان سے ایک موقع پر ذکر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس الہام سے نوازا ہے: سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّل کہ میں نے تیرا نام متوکّل رکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابّا جانؒ کی زندگی میں توکّل علی اللہ کا پہلو بہت نمایاں طور پر ساری زندگی جلوہ گر رہا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ یقین ایک میخ کی طرح آپ کے دل میں گڑا ہوا تھا۔ ہمیشہ اسی قادر وتوانا خدا کو اوّل وآخر اپنا معین ومددگار یقین کرتے اور ایک سچے موحّد کی طرح ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے اور اسی کا دروازہ کھٹکھٹاتے۔ غیر اللہ کو پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہ دیتے تھے۔ واقعی ایک سچے اور کامل متوکل بندۂ خدا تھے۔

گھر میں ہم بہن بھائی اپنی تعلیمی ضروریات کے لئے رقم لینے کے لئے آپ کے پاس جاتے۔ جا کر ابّا جان سے کہتے کہ ہمیں اتنی رقم کی ضرورت ہے تو آپ جیب میں ہاتھ ڈالتے۔ رقم ہوتی تو فوراً دے دیتے اور اگر نہ ہوتی۔ اور ایسے مواقع بہت کثرت سے ہوا کرتے تھے۔ تو فرمایا کرتے تھے کہ اچھا کل رقم لے لینا۔ ہمارے ابّا جان واقف زندگی تھے۔ دنیاوی لحاظ سے مال دار نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ پر یقین اور توکل کی دولت سے بھرپور تھے۔ اگلے روز ہم جاتے تو اسی طرح جیب میں ہاتھ ڈالتے اور ہماری مطلوبہ رقم بڑی خوشی سے ہمیں دے دیتے۔ ہم بہن بھائی اکثر آپس میں یہ بات کرتے کہ یہ کیا بات ہے کہ ابّا جان کے پاس آج رقم نہیں ہے تو کل کہاں سے آجائے گی۔ ہم سوچتے اور آپس میں اظہار بھی کرتے کہ شاید ابّا جان کے پاس پیسے بنانے کی کوئی مشین ہے جو آپ رات کو چلاتے ہیں اور صبح ہوتی ہے تو رقم تیار مل جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی ایسی مادی مشین تو آپ کے پاس نہ تھی البتہ رات کی تاریکی میں چلنے والی دعا، یقین اور توکل کی مشین ضرور تھی اور یہی آپ کی سب سے قیمتی متاع تھی۔

محبتِ الٰہی سے بھرپور زندگی

حضرت ابا جانؒ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک مکمل اور کامیاب زندگی گزاری۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے سایہ میں، خدمت دین سے بھرپور اور خدائی تائیدات سے معمور ایسی پرسکون اور روحانی زندگی گزاری جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک نفس مطمئنہ عطا فرما دیا تھا۔ آپ دنیا میں رہے لیکن دنیا سے الگ رہے۔ دنیا کی محبت کلیۃً سرد ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہر چیز پر غالب تھی۔ اس کیفیت میں زندگی کی ہر مشکل اور مصیبت آسان ہو جاتی اور دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر سے بھرا رہتا۔ یہ پُرسکون زندگی خوشیوں کی آماجگاہ تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا جیتا جاگتا نمونہ۔

آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہر چیز پر مقدم تھی۔ آپ زندگی بھر اس بات کا قولاً اور عملاً درس دیتے رہے کہ ایک ہی ہے جس کی ذات اور جس کی وفا بھروسہ کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زندہ یقین آپ کی زندگی کا مرکزی نقطہ تھا۔ اس حی وقیوم خدا پر کامل بھروسہ آپ کا شعار تھا۔ ہمیشہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط رکھو کہ وہی ہے جو سب سے زیادہ وفا کرنے والا اور ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دینے والا ہے۔ دنیا اور اہل دنیا پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔

نمازوں کا اہتمام

ہر سچا احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمازوں کا اہتمام کرنے والا ہوتا ہے۔ حضرت ابا جان کی زندگی میں یہ وصف بہت ہی نمایاں طور پر نظر آتا تھا۔ دارالرحمت وسطی میں ہمارا مکان ''بیت العطاء'' ایسی جگہ پر واقع تھا کہ دو محلوں کی مسجدوں کے درمیان میں پڑتا تھا۔ دارالرحمت وسطی کی مسجد نصرت ایک طرف اور دارالرحمت غربی کی مسجد ناصر دوسری طرف۔ ابا جان کا اور ہم سب کا طریق یہی تھا کہ ہم دونوں مسجدوں میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ سہولت کے لئے ابا جان کی ہدایت پر ہم نے گھر کے برآمدہ میں ایک بورڈ بنا کر لگایا ہوا تھا جس میں دونوں مسجدوں میں نمازوں کے اوقات لکھے ہوتے تھے تاکہ وقت کے لحاظ سے جہاں سہولت ہو نماز ادا کر لی جائے اور نماز باجماعت مل جائے۔ حضرت ابا جان کے نمازوں کے اہتمام کو دیکھ کر ہمیشہ وہ حدیث یاد آتی کہ مومن کا دل تو گویا مسجد میں لٹکا رہتا ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار رہتا ہے۔

آپ بڑی محبت اور چاہت سے مسجد جا کر نمازیں ادا فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ موسم گرما میں بعض اوقات اتنی شدید گرمی ہو جاتی تھی کہ بسا اوقات دل کرتا تھا کہ نماز گھر پہ ہی ادا کر لی جائے۔ ایسی شدید گرمی میں بھی حضرت ابا جان سر پر تولیہ لپیٹ کر پانی کا گلاس پی کر نماز کیلئے مسجد تشریف لے جاتے اور کئی بار میں نے سنا کہ آپ سخت گرمی کے حوالے سے ایسے موقعوں پر اس آیت کریمہ کا ذکر فرماتے نَارُ جَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا کہ جہنم کی آگ اپنی حرارت میں بہت ہی شدید ہے۔ جن لوگوں کو ربوہ یا کسی اور علاقہ کی شدید گرمی کا تجربہ ہوا ہو وہ صحیح اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسی شدید گرمی میں نماز کے لئے مسجد جانا کتنا مشکل ہوتا ہے اور ایسی گرمی میں مسجد جا کر نماز ادا کرنے کا کتنا ثواب ہوتا ہوگا۔

درس القرآن

حضرت ابا جانؒ کا درس القرآن بہت مقبول تھا۔ بہت معلوماتی اور دلچسپ ہوتا تھا۔ تلاوت قرآن مجید کا بھی ایک خاص دلربا انداز تھا۔ ترجمہ اور تفسیر بھی وقت کی رعایت سے بہت جامعیت سے بیان فرماتے تھے۔ بہت پرانی بات ہے ایک رمضان المبارک میں آپ کے درس کے دن آنے والے تھے مجھے خیال آیا کہ ابا جان کا درس ریکارڈ کروالیا جائے (ان دنوں ابھی ریکارڈنگ کا طریق اس قدر رائج نہیں تھا) اس خیال سے کہ ابا جان کو اس ریکارڈنگ کا پتہ نہ چلے اور درس اپنے اصل معروف انداز میں ہی ریکارڈ ہو جائے میں نے مکرم قاضی عزیز احمد صاحب انچارج لاؤڈ سپیکر سے درخواست کی کہ سارا درس ایک ٹیپ پر ریکارڈ کر دیں اور اس طریق پر کریں کہ حضرت ابا جانؒ کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ میں نے ٹیپ ان کو خرید کر دی اور انہوں نے ایمپلی فائر سے براہ راست سارا درس جو تین یا چار دن کا تھا ریکارڈ کر دیا۔ درس کے آخری روز گھر آنے پر میں نے ابا جان کو بتایا کہ آپ کا سارا درس میں نے ریکارڈ کروالیا ہے تو فرمانے لگے کہ بتا تو دینا تھا کہ ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔ میں نے تو درس میں چند لطائف بھی سنا دئے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسی لئے تو آپ کو پہلے سے بتایا نہیں تھا کہ آپ کے اصلی انداز میں ریکارڈنگ ہو سکے۔ سو الحمدللہ کہ یہ ریکارڈنگ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اسی ریکارڈنگ سے لے کر صرف تلاوت کی ایک الگ آڈیو ٹیپ بھی تیار کر لی گئی ہے۔

عربی زبان کی مہارت

حضرت ابّا جان مرحوم ومغفور کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان بولنے کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ میں نے آپ کو بعض موقعوں پر مختصر خطاب کرتے اور بعض عرب دوستوں سے عربی میں گفتگو کرتے سنا ہے۔ آپ بہت روانی اور بے تکلفی سے گفتگو فرماتے تھے۔ لندن میں قیام کے دوران فلسطین، شام، مصر اور اردن سے آنے والے پرانے عرب احمدیوں نے دیگر امور کے علاوہ حضرت ابّا جان کی عربی دانی اور زور دار تقریر کا بہت کثرت سے مجھ سے ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میدان میں جو غیر معمولی استعداد عطا فرمائی تھی اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ میں نے بارہا آپ کی زبانی سنا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بار لاہور جانے کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک بڑے ہال میں اس موضوع پر پبلک جلسہ ہو رہا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی سلطنت ہے، اس ملک میں عربی زبان کو فروغ دینا چاہئے۔ میں نے چند دوستوں کو ساتھ لیا اور فوراً اس جلسہ میں جا شامل ہوا۔ جلسہ کی کارروائی سن کر مجھے سخت تعجب ہوا کہ بات تو عربی زبان کے فروغ کی ہو رہی ہے لیکن عرب مہمانوں کے سوا باقی سب پاکستانی مقررین تقاریر اردو میں کر رہے ہیں۔ خیر میں کارروائی سنتا رہا۔ بہت زور دار تقاریر ہوئیں۔ تقاریر کے آخر میں صاحب صدر کے خطاب سے قبل یہ اعلان ہوا کہ سامعین میں سے اگر کوئی شخص کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو موقع دیا جا سکتا ہے۔ میں نے جھٹ اپنے نام کی چٹ بھجوادی۔ فوراً ہی مجھے بلا لیا گیا۔ میں سٹیج پر گیا اور میں نے عربی زبان میں فی البدیہہ تقریر کی۔ میں نے کہا کہ واقعی پاکستان میں عربی زبان کو فروغ دینا چاہئے۔ آیات اور احادیث کے حوالوں کے علاوہ عربی کے ام الالسنہ ہونے کا بھی ذکر کیا۔ چند منٹ کی

تقریر تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق عطا فرمائی۔

میری تقریر کے بعد آخر میں صاحب صدر کا خطاب تھا جو کسی عرب ملک کے تھے۔ انہوں نے میری تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ تقریر سن کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کہا کہ جب یہ پاکستانی شخص (جس کو میں نہیں جانتا) سٹیج پر آیا اور بجائے اردو کے عربی میں تقریر شروع کردی تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ پاکستانی شخص کیسے عربی بول سکے گا۔ میں نے دل میں ارادہ کیا کہ کاغذ قلم لے کر اس کی تقریر میں عربی زبان کی غلطیاں نوٹ کرتا جاؤں۔ چنانچہ میں نے بہت غور سے اس کی تقریر سننی شروع کی اور مجھے یہ کہتے ہوئے بہت ہی خوشی ہو رہی ہے کہ میں اس غیر عرب پاکستانی کی ساری عربی تقریر میں ایک غلطی بھی نہیں ڈھونڈ سکا اور میں اپنی اس کوشش میں بری طرح ناکام ہوگیا ہوں۔ ایک پاکستانی کی زبان سے ایسی شاندار عربی سن کر میں حیران ہوگیا ہوں اور صمیم قلب سے سارے پاکستانیوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان میں اس لیاقت اور قابلیت کے افراد موجود ہیں۔

حضرت ابّا جانؒ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اجلاس ختم ہوا تو حاضرین جلسہ نے مجھے گھیر لیا اور پرتپاک مصافحوں اور معانقوں کے ساتھ ہر طرف سے مبارکباد اور شکریہ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ہر ایک کی زبان پر یہ فقرہ تھا کہ مولانا! آج تو آپ نے اسلام کی اور ہم پاکستانیوں کی لاج رکھ لی ہے۔ آپ کی نوازش، آپ کا شکریہ۔ اس کے بعد یہ لوگ مجھ سے پوچھتے کہ مولانا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ میں ربوہ کا ذکر کرتا تو کھسیانے ہوکر وہاں سے کھسک جاتے۔ یہ منظر دیکھنے والا تھا کہ بڑے تپاک سے آتے اور مبارک باد دیتے لیکن ربوہ کا نام سنتے ہی تعصب کے مارے الٹے پاؤں پھر جاتے!

عرب احمدیوں کے تاثرات

ماہ اپریل 2000ء میں جماعت احمدیہ کبابیر (فلسطین) نے اپنا جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر خاکسار نے مرکزی نمائندہ کے طور پر اس جلسہ میں شمولیت کی۔ دو ہفتہ قیام کے دوران مجھے احباب جماعت سے ملاقات کرنے اور حضرت اباجان کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔ اس سفر کی چند یادیں ذکر کرتا ہوں۔

اس سفر کے دوران حضرت اباجانؒ مرحوم ومغفور کے حوالہ سے دوست اس قدر محبت اور پیار سے ملتے کہ میں فرط جذبات سے بے قابو ہوجاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احباب جماعت کے دلوں میں حضرت اباجان کی ایسی محبت پیدا کردی ہے کہ بات بات پر وہ ان کا ذکر کرتے تھے۔ ایک روز میری درخواست پر ایسے سب دوست ایک مجلس میں اکٹھے آئے جنہوں نے حضرت اباجان کو دیکھا اور ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا تھا۔ سب دوست بہت شوق اور محبت سے اکٹھے ہوئے اور محبت وپیار اور جذباتِ الفت سے معمور ایک یادگار مجلس منعقد ہوئی۔ سب دوستوں نے اپنی پرانی یادیں اور ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

ایک دوست نے ذکر کیا کہ میں حضرت مولانا کے ساتھ پریس میں کام کیا کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ مولانا عربی رسالہ کے لئے خود ہی مضامین لکھتے اور پھر خود ہی کمپوز بھی کرتے اور چند احباب کی مدد سے دستی پریس پر شائع کیا کرتے تھے۔ وہ خود بھی مشین چلانے کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دوست نے یہ واقعہ یاد دلایا کہ وہ ان کے ساتھ فٹ بال کھیلتے تھے اور حضرت مولانا اکثر ان سے فٹبال چھین لینے میں کامیاب ہوجایا کرتے تھے۔ بعض نے اکٹھے سفر پر جانے کی یادیں تازہ کیں۔ بعض نے مخالفین سے مناظرات اور تبلیغی گفتگو کی تفاصیل بتائیں۔ بعض نے اس قہوہ کا ذکر کیا جو وہ اپنے ہاتھ سے تیار کر کے انہیں پلایا کرتے تھے۔ الغرض محبت اور پیار کی زبان سے ایسا خوبصورت تذکرہ جاری رہا کہ ہر شخص کا دل ایک بار پھر حضرت اباجانؒ کی یاد سے آباد اور دعاؤں سے پُر ہوگیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

ایک روز جماعت کے امیر مکرم محمد شریف عودہ صاحب مجھے اور میری اہلیہ کو وہ جگہ دکھانے لے گئے جو مسجد کے قریب ہی پہاڑ کے دامن میں ہے۔ جہاں ایک چشمہ پر حضرت اباجانؒ ٹھنڈے پانی میں نہانے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس جگہ کے قریب کھیتوں میں ابتدائی ایام میں حضرت مولانا عربی زبان میں تقریر کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ آپ تازہ عربی اخبارات خرید کر وہاں اس وادی میں اکیلے چلے جاتے اور کھیتوں کے درمیان کھڑے ہوکر بلند آواز سے اخبار پڑھتے اور تقریر کی مشق کیا کرتے تھے۔ اس راز کا پتہ اس طرح لگا کہ ایک روز ایک احمدی بھی قریبی راستہ سے گزر رہا تھا کہ اس نے حضرت مولانا کی بلند آواز سنی اور اس طرح یہ بات ہمارے علم میں آئی کہ آپ تبلیغ اسلام کی خاطر کس طرح دن رات محنت کرتے تھے اور اپنی لیاقت اور قابلیت بڑھانے کے لئے کیا کیا طریق اختیار فرماتے تھے۔

حیفا جماعت کے موسیٰ بن عبد القادر صاحب نے ایک بار لندن میں مجھ سے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت اباجانؒ مرحوم ومغفور کے مناظرات کے نتیجہ میں سارے فلسطین میں آپ کی اتنی علمی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ مخالف علماء انہیں سامنے سے آتا دیکھ کر اکثر اپنا راستہ تبدیل کرلیا کرتے تھے اور اس طرز عمل سے وہ آپ کی علمی برتری اور فوقیت کا اعتراف کرتے تھے۔

رسالہ الفرقان کی مقبولیت

رسالہ الفرقان اپنی مقبولیت اور اہمیت کے لحاظ سے جماعت کی صحافتی تاریخ میں ایک غیر معمولی مرتبہ رکھتا ہے اور آج بھی لوگ اس رسالہ کو یاد کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ حضرت اباجان کی اپنی ہمہ گیر اور مشہور ومعروف شخصیت بھی ہوسکتی ہے مگر الفرقان کی مقبولیت کی اصل وجہ اس کا علمی معیار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ الفرقان نہ صرف جماعت میں مقبول ترین ماہنامہ تھا بلکہ غیر از جماعت علمی اور مذہبی حلقوں میں بھی اس کو خوب شہرت اور مقبولیت حاصل تھی۔ اس سلسلہ میں اپنا ایک ذاتی تجربہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

غالباً 1967ء یا 1968ء کی بات ہے کہ مجھے وقف عارضی کرنے کی توفیق ملی۔ محترم سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر اور مکرم ملک فاروق احمد صاحب کھوکھر کے ہمراہ میں نے یہ عرصہ کوہِ مری میں گزارا۔ ایک دن خیال آیا کہ اس علاقہ میں پیر صاحب موہڑہ شریف کا مرکز بھی دیکھا جائے۔ چنانچہ ہم راستہ پوچھتے پچھاتے منزل تک پہنچ گئے۔ یہ مرکز مری کے نواح میں پہاڑوں کے دامن میں بہت گہری جگہ پر واقع تھا۔ کافی لمبا سفر طے کرکے ہم وہاں پہنچے تو مرکز کے کارکنان نے ہمارا پرتپاک استقبال کیا۔ ہم نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہم کچھ دیر کے لئے پیر صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔ چند منٹ میں ہم تینوں پیر صاحب کے ملاقات کے کمرہ میں تھے۔ وہ ایک فرشی قالین پر گدی پر بیٹھے تھے۔ درمیانی عمر، وجیہہ صورت، تعلیم یافتہ اور کھلے ذہن کے مالک تھے۔ بہت اچھے ماحول میں بات چیت ہوئی۔ ہم نے اپنا تعارف کروایا تو بہت خوش ہوئے اور بتایا کہ وہ احمدیت سے خوب متعارف ہیں۔ یہ ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اپنے قالین کا ایک کونا اٹھایا تو اس کے نیچے الفضل اور الفرقان کے تازہ شمارے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ دونوں جرائد ان کے پاس باقاعدہ آتے ہیں اور وہ بڑے شوق سے ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ساتھ ہی کہنے لگے کہ میں ان جرائد کو قالین کے نیچے رکھتا ہوں تاکہ باقی دوستوں کی نظر نہ پڑ سکے۔

ایک معاندِ احمدیت سے گفتگو

حضرت ابّا جانؒ کی معاندِ احمدیت جناب شورش کاشمیری ایڈیٹر ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور سے ایک دلچسپ ملاقات مجھے اچھی طرح یاد ہے، میں بھی اس موقعہ پر حضرت اباجانؒ کے ساتھ تھا۔ رسالہ الفرقان کے لئے کاغذ کی خریداری کے سلسلہ میں ہم دونوں لاہور گئے۔ مکرم جناب ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی کی دکان پر پہنچے، مکرم ستکوہی صاحب نے جو حضرت اباجان کے شاگرد تھے حسبِ معمول بہت تپاک سے استقبال کیا اور فوراً چائے وغیرہ کا انتظام کیا۔ باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک کہنے لگے کہ مولانا! آج آپ کی ملاقات شورش سے کرواتے ہیں جن سے آپ کی نوک جھوک رسالہ میں اکثر جاری رہتی ہے۔ دیکھا تو جناب شورش کاشمیری لمبا کرتہ اور پاجامہ پہنے، ننگے سر پہلو انوں کے انداز میں چلتے آرہے تھے۔ حسن اتفاق کہ وہ بھی کسی کام کے سلسلہ میں ملک صاحب کی دکان کی طرف ہی آرہے تھے۔ باہم تعارف ہوا اور چند ابتدائی باتوں کے بعد ابّا جان نے وہ مسئلہ اٹھایا جس کا گزشتہ دنوں ہفت روزہ ''چٹان'' میں بڑا چرچا رہا تھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مدیر ''چٹان'' نے جماعت کے خلاف یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ ان کا کلمہ نیا ہے اور اس کے ثبوت کے طور پر کتاب Africa Speaks میں نائیجیریا کے ایک گاؤں کی احمدیہ مسجد کی پیشانی پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ میں لفظ محمد کو احمد میں تبدیل کر کے بڑے طمطراق سے صفحہ اول پر شائع کیا تھا اور یہ عنوان جمایا تھا کہ ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا!''۔ رسالہ الفرقان میں تصویر کا صحیح عکس شائع کرنے کے علاوہ اس الزام کا مدلل اور مبسوط جواب شائع ہو چکا تھا۔ اس حوالہ سے حضرت ابّا جانؒ نے ان سے پوچھا کہ شورش صاحب! خدالگتی کہیں کہ کیا اب بھی آپ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کا کلمہ نیا ہے؟ اس پر شورش کاشمیری صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ایک قہقہہ لگایا اور کہا کہ چھوڑیئے مولانا! ان باتوں کو۔ آخر ہم نے بھی تو اپنا اخبار بیچنا ہوتا ہے! اور ساتھ ہی کہا کہ یہ بات Off the record ہے۔ آپ نے اسے اپنے رسالہ میں شائع کیا تو میں اس کی تردید کردوں گا۔

بد دیانتی، جھوٹ اور اس پر یہ ڈھٹائی دیکھ کر ہم سب حیران رہ گئے۔ کذب وافتراء کے گند میں پڑ کر انسان کہاں سے کہاں چلا جاتا ہے اس کا ایک افسوس ناک منظر ہم نے دیکھا اور قرآن مجید کی اس آیت کا مفہوم خوب واضح ہوا کہ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (الواقعہ:83) خدا کرے کہ ہمارے علماء خدا خوفی سے کام لیں اور جھوٹ کو ذریعہ آمد بنانے سے اجتناب کی توفیق پائیں۔

درویشان قادیان سے محبت

حضرت اباجان کو قادیان دارالامان میں دھونی رما کر بیٹھنے والے درویشان سے دلی محبت تھی۔ مجھے متعدد بار حضرت اباجان کے ساتھ قادیان جانے کا موقع ملا اور میں نے بارہا یہ مشاہدہ کیا کہ ہر موقع پر آپ بڑی رازداری کے ساتھ حتی الوسع درویشان کرام کی مالی امداد فرماتے تھے۔ اس خاموشی کے ساتھ کہ کسی ضرورت مند بھائی کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو اور ضرورت بھی احسن رنگ میں پوری ہوجائے۔ علاوہ ازیں درویش بھائیوں کی تکریم، دلداری اور حوصلہ افزائی کے مختلف انداز اختیار فرماتے۔ سب سے بڑی محبت سے ملتے اور سب کو دعائیں دیتے۔ ربوہ میں آنے والے درویشان کو گھر پر مدعو کر کے ان کی بھرپور ضیافت کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں مجھے ایک معین واقعہ یاد آیا جو بظاہر معمولی نظر آتا ہے لیکن حضرت اباجان کے دلی جذبات کو خوب ظاہر کرنے والا ہے۔ غالباً جلسے کا موقع تھا چند درویش بھائی ربوہ آئے ہوئے تھے۔ آپ نے حسب معمول ان سب کو گھر میں کھانے کی دعوت پر مدعو کیا۔ کھانے کا گھر پر حسب سابق انتظام کرلیا گیا لیکن اس موقع پر آپ نے بازار سے دہی بطور خاص منگوایا۔ تھوڑی مقدار میں نہیں بلکہ پورا ''کُونڈا'' منگوالیا۔ یعنی مٹی کا بنا ہوا وہ وسیع برتن جس میں شیر فروش دہی جماتے ہیں۔ وہ سارے کا سارا گھر منگوالیا۔ گھر میں سب کو اس بات پر حیرت ہوئی کہ اتنا زیادہ دہی آپ نے کیوں منگوایا ہے۔ اس کی بات چلی تو آپ نے فرمایا کہ وجہ یہ ہے کہ کل میں نے دفتر سے واپس آتے ہوئے دیکھا تھا کہ ایک دوکان پر یہ درویش کھڑے تھے اور بڑے شوق سے دہی خرید کر کھا رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ ان کو بہت پسند ہے اس لئے یہ کُونڈا ہی منگوالیا تاکہ وہ خوب سیر ہوکر کھالیں۔

اوصافِ حمیدہ

حضرت اباجانؒ کی زندگی میں عاجزی اور شکر گزاری بہت زیادہ تھی۔ گھر کے ماحول میں مَیں نے آپ کی زبانی عجز وانکسار کا ذکر بارہا سنا۔ اپنے ابتدائی حالات اور تنگی کے زمانوں کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ اس موضوع پر بات کرتے ہوئے آپ ہمیشہ آبدیدہ ہوجایا کرتے تھے اور ایسے ایسے انداز میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے کہ سن کر میں بھی جذبات سے مغلوب ہوجاتا تھا۔

حضرت اباجانؒ کی زندگی میں ایک نمایاں بات یہ تھی کہ آپ نماز جنازہ میں شمولیت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے قطع نظر اس بات کے کہ کس کا جنازہ ہے۔ ورثاء سے ہمدردی اور صبر کی تلقین فرماتے اور حتی الوسع تدفین کے لئے بھی جاتے۔ خاص طور پر ایسے موقعوں پر ضرور شمولیت کی کوشش فرماتے جبکہ جنازہ کے ساتھ جانے والوں کی تعداد کم ہوتی۔ مقصد یہ ہوتا کہ مرحوم یا مرحومہ کے ورثاء کی دلداری ہو۔

زندہ دلی اور ظرافت

حضرت اباجانؒ بہت زندہ دل انسان تھے اور آپ میں خوش طبعی اور ظرافت کی صفت بہت نمایاں تھی۔ لیکن ان سب مواقع پر آپ کا انداز ایسا ہوتا تھا کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور پرمزاح بات بھی بیان ہوجائے۔ گھر کے ماحول میں بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ آپ خود بھی لطائف سنایا کرتے اور لطائف سننے کا بھی شوق تھا۔

ربوہ کے ابتدائی دنوں میں ربوہ میں گنتی کے چند ٹانگے ہوا کرتے تھے۔ حضرت اباجانؒ عام طور پر چوہدری محمد بوٹا صاحب آف دارالیمن کا ٹانگہ استعمال کیا کرتے تھے اور وہ بھی بہت شوق اور محبت سے ہمیشہ اس خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔ جب اور جہاں ضرورت ہوتی فوراً آجاتے۔ اباجان بھی ہمیشہ ان کو اجرت سے کچھ زائد ہی دے دیا کرتے تھے۔ کسی دعوت پر جاتے تو گھر والوں کو ان کے لئے کھانے کی تاکید کیا کرتے تھے تاکہ وہ بھوکے نہ رہ جائیں۔ عیدین اور خوشی کے دوسرے مواقع پر بھی ان کو زائد ادائیگی کر کے خوش کر دیا کرتے تھے۔ اباجان ان کے

ساتھ خوش طبعی کی باتیں بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے ٹانگے میں سوار ربوہ کی کسی سڑک سے گزر رہے تھے۔ سڑک کے کنارے پر نئے پودے لگائے جا رہے تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابّا جانؒ نے پنجابی میں چوہدری محمد بوٹا صاحب کو فرمایا: ’’میاں بوٹا! تیرے ناں دا وادھا ہو ریا اے!‘‘ (یعنی تمہارے نام (بوٹا) کا اضافہ ہو رہا ہے)۔ میاں بوٹا صاحب اور باقی سب احباب بھی اس پر لطف تبصرہ سے بہت محظوظ ہوئے۔

ہمارے ملک میں اشیاء میں ملاوٹ کی خرابی بہت عام ہے۔ اس کی ایک مثال دودھ میں پانی ملانا ہے۔ ہمارے گھر میں قریبی گاؤں سے ایک معمّر خاتون دودھ لایا کرتی تھی اور ہمیں شک گزرتا تھا کہ وہ بیچاری بھی (اللہ معاف کرے) کبھی کبھی اس کمزوری کا ارتکاب کرلیا کرتی تھی۔ ایک روز حضرت ابا جانؒ نے اس عورت کو بڑے پُرمزاح انداز میں اس طرف توجہ دلائی۔ گھر کے صحن میں بیٹھے تھے۔ ایک طرف نلکا لگا ہوا تھا۔ آپ نے اس خاتون کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ ’’بی بی! ہمارے گھر میں نلکا ہے۔ ضرورت ہوگی تو ہم پانی خود ہی ملا لیا کریں گے‘‘۔

وضو کا اہتمام

حضرت ابا جانؒ مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہت اعلیٰ صفات حسنہ سے نوازا تھا۔ ان میں سے ایک آپ کا یہ طریق تھا کہ درس ہو یا تقریر یا کسی نوعیت کی مجلس سے خطاب ہو، ہمیشہ باوضو ہو کر فرماتے۔ اس بات کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تقریر سے پہلے وضو کر لینا چاہیے، اس سے خیالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکیزگی عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس اہتمام کے علاوہ بھی میں نے یہ بات آپ میں دیکھی کہ آپ عام اوقات میں بھی باوضو رہنے کی کوشش فرماتے اور جب بھی وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت ہوتی تو اوّلین فرصت میں اس کا اہتمام فرماتے یہ بات آپکی ذہنی اور قلبی کیفیات کی آئینہ دار ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نفاست پسند تھے۔ لباس سادہ ہوتا لیکن صاف ستھرا۔ جسمانی صفائی کا بھی بہت اہتمام فرماتے۔

شربتِ زندگی

مجھے یاد ہے کہ حضرت ابا جانؒ نے ایک بار مجھ سے ذکر فرمایا کہ انہیں خواب میں ایک بوتل دکھائی گئی جس میں سرخ رنگ کا شربت ہے اور بوتل پر نمایاں حروف میں ’’شربتِ زندگی‘‘ کا لیبل لگا ہوا ہے اور ساتھ ہی نیچے قدرے باریک الفاظ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ شربت 75 برس تک کارآمد رہے گا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت ابا جانؒ نے فرمایا کہ مجھے اس خواب میں خاص طور پر **کارآمد** کے لفظ سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ میری جتنی بھی زندگی ہوگی وہ کارآمد ہوگی۔ معذوری کی زندگی نہیں ہوگی اور آخر وقت تک اللہ تعالیٰ خدمت کی توفیق دے گا۔ الحمدللہ کہ یہ خدائی وعدہ ہر لحاظ سے پورا ہوا۔ عمر بھی قمری لحاظ سے 75 سال ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آخر تک بھرپور خدمتِ دین کی توفیق دی اور آپ خدمت کے راستہ پر سفر کرتے کرتے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

ناقابل فراموش

مجھے وہ دن خوب اچھی طرح یاد ہے جب آپ کو حضرت مصلح موعودؓ نے 1956ء میں خالد احمدیت کے خطاب سے نوازا۔ جلسہ سالانہ کی تقریر میں یہ ذکر ہوا تھا۔ جلسہ سن کر گھر آنے پر حضرت ابا جان سے ملاقات ہوئی۔ مبارکباد عرض کی۔ میرے پیارے ابّا جان اس وقت جذبات سے اس قدر مغلوب تھے کہ زبان سے کچھ کہنا مشکل ہو رہا تھا۔ بڑی ہی عجیب کیفیت تھی۔ خاکساری، عاجزی اور شکرگزاری کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔ بات شروع کرتے تو پھر جذبات سے مغلوب ہو جاتے۔ ایسی کیفیت تھی کہ آج 58 سال بعد بھی یہ الفاظ لکھتے ہوئے میری آنکھیں اس منظر کو یاد کر کے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی ہیں۔ میرے لئے وہ منظر اور وہ کیفیت ناقابل فراموش ہے۔ ناقابل بیان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابا جانؒ کے درجات ابدالآباد تک بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔ آمین

☆......☆......☆

جب تک عورتوں میں بیداری نہ پیدا ہو اس وقت تک مَردوں کے لئے ترقی کرنا بھی مشکل ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک عورتوں میں بیداری نہ پیدا ہو اس وقت تک مردوں کے لئے ترقی کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ عورتوں کا ایمان بہت مستقل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اتنا فکر نہیں دیا جتنے جذبات دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایمان تو بڑھیا کا سا ہونا چاہئے۔ سارا دن دلائل دیتے رہو سب کچھ سن سنا کر کہہ دے گی وہی بات ٹھیک ہے جو میں مانتی ہوں۔ مومن کو بڑھیا کی طرح تو نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی بات تسلیم ہی نہ کرے لیکن اس کا ایمان ایسا ہونا چاہئے کہ کوئی چیز اسے ہلا نہ سکے۔ غرض عورتوں کا ایمان قابل تعریف ہوتا ہے۔ ان میں جہالت بھی زیادہ ہوتی ہے مگر ایمان میں بھی بہت پختہ ہوتی ہیں۔ میں نے کئی بار سنایا ہے میراثی قوم کی ایک عورت تھی جو گانے بجانے کا کام کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں وہ یہاں اپنے لڑکے کو لائی جو عیسائی ہو گیا تھا اور گفتگو میں مولویوں کے منہ بند کر دیتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے نصیحت کی مگر وہ بھی کچھ ایسا پکّا تھا کہ ایک دن موقع پا کر باوجودیکہ مسلول تھا رات کو بھاگ گیا۔ جب اس کی ماں کو پتہ لگا تو اس کے پیچھے گئی اور بٹالہ سے پکڑ کر پھر لے آئی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رو رو کر کہتی کہ ایک بار اسے کلمہ پڑھا دیں، پھر خواہ مر ہی جائے۔ آخر خدا تعالیٰ نے اس کی زاری کو قبول کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کا لڑکا مسلمان ہو گیا اور پھر مر گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا طبقہ یونہی نہیں بنایا۔ جہاں فکر، جرأت اور بہادری کا تعلق مرد کے دماغ سے ہے، وہاں صبر و استقلال کا تعلق عورت کے دماغ سے ہے۔ یہی دیکھ لو کتنے صبر و استقلال سے عورت بچے پالتی ہے۔ مرد اس طرح کر کے تو دکھائے۔ بچے ذرا شور ڈالیں تو مرد چیخ اُٹھتا ہے کہ کام خراب ہو رہا ہے بچوں کو روکو۔ مگر عورت رات دن سنتی ہے اور اس شور سے لذت حاصل کرتی ہے۔ غرض عورتیں مردوں کی تکمیل کا جزو ہیں۔ بغیر ان کی تربیت کے سچائی قائم نہیں ہو سکتی۔ اولاد کی تربیت بھی ان کے ذمہ ہوتی ہے۔ اگر ان کی اپنی تربیت ہی نہ ہو تو اولاد کی کیا کر سکیں گی۔‘‘

(انوار العلوم جلد 12۔ صفحہ 566)

جماعت احمدیہ برازیل کے اکیسویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

وسیم احمد ظفر۔ مبلغ سلسلہ برازیل

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برازیل کو اپنا اکیسواں جلسہ سالانہ مؤرخہ 8 جون بروز اتوار بہت کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

امسال اس جلسہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرکز کی نمائندگی میں شرکت کی۔ اسی طرح امریکہ سے مکرم مولانا شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم فلاح الدین شمس صاحب نائب امیر جماعت نے بھی شرکت کی۔ ان کے علاوہ امریکہ، کینیڈا اور یوکے سے مزید 7 افراد شامل ہوئے۔ اس جلسہ کی خاص بات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ برازیل کو اپنا اکیسواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے اور اس کے نتیجہ میں آپ کے اندر علمی اور روحانی ترقی پیدا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مقاصد میں بتایا ہے کہ اس میں شامل ہو کر تقویٰ اور خدا ترسی میں نمونہ بنو۔ یہ جلسہ تمہارے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے والا بن جائے۔ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسرے کے لئے نمونہ بن جائے۔ بھائی چارہ میں ایک مثال قائم کرو۔ انکساری اور عاجزی پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرو‘‘

جلسہ کی تیاریاں کافی عرصہ پہلے شروع کر دی گئی تھیں۔ ایک خصوصی دعوت نامہ تیار کر کے احباب جماعت کے علاوہ مقامی غیر احمدی افراد کو بھی دیا گیا۔ اخبارات میں انٹرویوز بھی دیئے۔ امسال جلسہ کے انعقاد کے لئے ایک مارکی لگائی گئی تھی۔ راستہ کو خود تیار کی گئی رنگ برنگی جھنڈیوں، جماعت اور برازیل کے جھنڈوں نیز بینرز سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال کسی اہم موضوع کا انتخاب کر کے دوسرے مذاہب اور فرقوں کے نمائندگان کو بھی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ بھی اگر چاہیں تو اپنے اپنے خیال کا اظہار کریں۔ اس سال کے جلسہ کا عنوان برازیل میں پہلی مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے ’’خدا کا گھر‘‘ رکھا گیا تھا۔ چنانچہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے 6 نمائندگان نے شرکت کی۔

جلسہ سالانہ کی صدارت حضور انور ایدہ اللہ کے خصوصی نمائندہ مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ جلسہ سالانہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم، نظم اور ان کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد خاکسار وسیم احمد ظفر نے اپنی تقریر میں تمام مہمانوں اور سب حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جماعت کا تعارف کروایا نیز حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کی روشنی میں بتایا کہ یہ مسجد جو جماعت تعمیر کر رہی ہے خدائے واحد کی عبادت کے لئے ہے اور امن کی جگہ ہے نیز جو بھی خدا کی عبادت کرنا چاہے وہ یہاں آ کر کر سکتا ہے۔

مولانا شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ نے خدا کی عبادت کے موضوع پر اپنے دلچسپ انداز خطابت میں تقریر کرتے ہوئے سیر حاصل روشنی ڈالی۔ آپ نے اس ضمن میں اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان کیا اور بہت پیاری نصائح سے نوازا۔

مکرم فلاح الدین شمس صاحب انچارج مسجد پروجیکٹ نے اپنی تقریر میں اسلامی نمازوں کے اوقات کا یہ دلچسپ جائزہ پیش کیا کہ دنیا کے ممالک کے مختلف اوقات کی وجہ سے ہر وقت کہیں نہ کہیں خدا کی عبادت ہو رہی ہوتی ہے۔

مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نائب صدر جماعت نے بطور سیکرٹری اسٹیج اور مقامی زبان پرتگیزی میں ترجمہ کے فرائض بہت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیئے۔ مختلف مذاہب کے نمائندگان نے اپنی تقاریر میں جماعت کی مذہبی رواداری کو خوب سراہا اور مسجد کا پروجیکٹ شروع ہونے پر جماعت کو مبارکباد پیش کی۔

جلسہ کی اختتامی تقریر مہمان خصوصی **مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ انچارج کینیڈا** نے کی۔ آپ نے کہا کہ آج دنیا بے چینی کا شکار ہے۔ اس کا کیا حل ہے؟ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اطمینان قلب ذکر الٰہی سے ملتا ہے اور بہترین ذکر کی جگہ مسجد ہے۔ پس برازیل میں مسجد کی تعمیر بھی اسی مقصد کے لئے ہے۔ خطاب کے آخر پر آپ نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ کی حاضری 80 سے زائد تھی۔ اس موقع پر مقامی غرباء میں کھانے پینے کی اشیاء کے امدادی پیکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

☆......☆......☆

بقیہ...... الفضل ڈائجسٹ ......از صفحہ نمبر 18

میں نہیں تھا۔ راجہ صاحب نے ڈپٹی کمشنر کو درخواست دی۔ ڈپٹی کمشنر کہنے لگے کہ آپ نے جو بیعانہ زبانی لیا ہے اُس سے انکار کر دیں پھر ہم مخالف فریق سے پلاٹ ہی خالی کروالیں گے۔ مگر آپ نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ میں نے بیعانہ لیا ہوا ہے۔ ڈپٹی کمشنر آپ کی ایمانداری پر حیران ہوا اور معاملہ رفع دفع کروا دیا۔

آپ کہا کرتے تھے کہ جب کہیں رشتہ کرنا ہو تو دیکھو کہ اُن کا پہلے رشتہ داروں کے ساتھ کیسا سلوک ہے۔ اگر پہلوں کے ساتھ اچھا ہے تو آپ کے ساتھ بھی اچھا رہے گا۔ لہٰذا رشتہ سوچ سمجھ کر اور دعا کر کے کرنا چاہئے۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

بینن (مغربی افریقہ) کے ریجن داسا میں نومبائعین کے جلسہ جات

(نصر احمد مبشر۔ مبلغ سلسلہ۔ بینن)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال داسا ریجن میں کافی بیعتیں ہوئیں جن کی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف پروگرام ترتیب دئے جاتے ہیں۔ ان پروگراموں میں سے ایک پروگرام ان نومبائع جماعتوں میں ایک دن کے جلسہ کا انعقاد کرنا ہے جس میں دو یا تین قریب کی جماعتوں کو ایک جماعت میں دعوت دی جاتی ہے۔ جلسہ کا انعقاد اور مختلف امور (کھانے کی تیاری اور تقسیم) کی انجام دہی نو مبائع جماعت کے خدام کرتے ہیں۔ ماہ نومبر 2014ء میں ایسے پانچ جلسے منعقد کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) پہلا جلسہ 15 نومبر کو جماعت Adjandoho میں کیا گیا۔ یہ جماعت داسا شہر سے جنوب کی طرف 32 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جس کا رستہ بھی دشوار اور خراب ہے۔ یہاں جماعت کا پیغام ہمارے معلم مکرم توفیق صاحب کے ذریعہ پہنچا۔ یہاں کی زیادہ تر آبادی قوم پَل سے تعلق رکھتی ہے چنانچہ جلسہ کا پروگرام بارہ بجے دوپہر تلاوت قرآن سے شروع کیا گیا۔ قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کیتھولک چرچ کے پادری نے اپنی تقریر میں کہا کہ ”جماعت احمدیہ ایک پُرامن جماعت ہے جو آج اسلام کی صحیح تعلیم دے رہی ہے جس کا ثبوت ہمیں یہاں نظر آرہا ہے کہ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے پروگرام میں دعوت دی ہے“۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت از روئے بائبل اور جماعت کے عقائد، حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا کیوں ضروری ہے کے موضوعات پر تقریریں کی گئیں۔ اس جلسہ میں حاضری 239 رہی۔

(2) دوسرا جلسہ جماعت Iwala میں منعقد کیا گیا جس میں Yawa جماعت بھی شامل تھی۔ یہ جلسہ 21 نومبر 2014ء کو بعد از نماز عصر منعقد کیا گیا۔ یہ دونوں جماعتیں نومبائع جماعتیں ہیں جن کا تعلق بھی قوم پَل سے ہے۔ Iwala جماعت شہر گلازوے کے قریب ہے جس کا فاصلہ گلازوے سے 9 کلومیٹر اور داسا شہر سے 30 کلومیٹر ہے۔ یہاں جماعت کا پیغام 2012ء میں لوکل مشنری مکرم عیسیٰ صاحب اور مکرم عبداللہ صاحب کے ذریعہ پہنچا۔ تلاوت اور قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جلسہ میں جماعت کے عقائد اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ، جماعت کی تربیتی کاوشوں اور خدمت قرآن کے موضوعات پر تقریریں ہوئیں اور پھر سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اس جلسہ میں حاضری 187 رہی۔

(3) تیسرا جلسہ جماعت Modji-Gangan میں کیا گیا جو ایک پرانی جماعت ہے لیکن یہاں گزشتہ سال بھی بیعتیں ہوئیں۔ یہ جماعت داسا شہر سے اڑھائی کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے یہاں کے افراد جماعت کا تعلق ڈاچا قوم سے ہے۔ یہاں جلسہ بعد از نماز ظہر شروع کیا گیا۔ آج کے جلسہ میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ از روئے بائبل اور حضرت مسیح موعودؑ کا الہام کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کنارے تک پہنچاؤں گا“ کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ میں حاضری 126 رہی۔

(4) چوتھا جلسہ جماعت Kodjatchan میں کیا گیا۔ یہ جماعت داسا شہر سے 24 کلومیٹر شمال کی طرف واقع ہے۔ یہ جماعت 2008ء میں قائم ہوئی۔ یہاں جلسہ 23 نومبر 2014ء کو منعقد کیا گیا جو بعد از نماز ظہر شروع ہوا۔ اس جلسہ میں قبولیت اسلام کے بعد صحابہ کرامؓ کی وفا اور استقامت کے واقعات اور بیعت کے اغراض ومقاصد کے موضوعات پر تقریریں کی گئیں۔ اس جلسہ میں حاضری 96 رہی۔

(5) نومبائعین کے لئے اس ماہ منعقد کئے جانے والے جلسوں میں سے آخری جلسہ Zakoumando کی جماعت میں کیا گیا۔ یہ جماعت داسا شہر سے 17 کلومیٹر شمال مشرق کی جانب واقع ہے۔ یہاں جماعت کا پیغام 2008ء میں مکرم معلم عبداللہ صاحب اور مکرم معلم توفیق صاحب کے ذریعہ پہنچا۔ گزشتہ سال بھی یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعتیں ہوئیں۔ یہاں جلسہ 30 نومبر 2014ء منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ کے بعد پہلی تقریر بیعت کے اغراض ومقاصد اور بیعت کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے موضوع پر اور دوسری تقریر خلافت اور جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد کے موضوع پر کی گئی۔ اس جلسہ میں حاضری 139 رہی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام جلسوں کے نیک نتائج پیدا کرے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 19 نومبر 2014ء بروز بدھ نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ خورشید احمد بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب۔ آف ایسٹ لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی:

آپ 17 نومبر 2014ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق درگانوالی (سیالکوٹ) سے تھا۔ مرحومہ نے 1966ء میں جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ مرحومہ کا شمار ایسٹ لندن جماعت کے ابتدائی ممبران میں ہوتا ہے۔ جب تک وہاں مسجد کی سہولت میسر نہیں تھی، انہوں نے اپنا گھر نماز سینٹر کے طور پر استعمال کرنے کے لئے پیش کیا ہوا تھا۔ مسجد فضل لندن اور لوکل جماعت میں ضیافت کے شعبہ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نیک، مخلص اور بارعب شخصیت کی مالک خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم شہزاد احمد صاحب (مربی سلسلہ دفتر ریویو آف ریلیجنز لندن) کی دادی تھیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم غلام قادر صاحب درویش قادیان (ابن مکرم عبدالغفار صاحب مرحوم) 12 نومبر 2014ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 313 درویشوں میں شامل تھے۔ تاریخ احمدیت کی دسویں جلد میں آپ کا 189 نمبر پر نام درج ہے۔ آپ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد فوج میں بھرتی ہوگئے۔ ابھی ملازمت کو چار سال ہی گذرے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے تحریک ہوئی کہ حفاظت مرکز کے لئے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر کے قادیان آئیں تو آپ نے فوجی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور اپریل 1947ء کو قادیان حاضر ہوگئے۔ آپ کو تبلیغ کا انتہائی شوق تھا۔ آپ خصوصیت سے سکھوں کو تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے نادر اور نایاب کتب اور حوالہ جات بھی جمع کئے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک خواب دیکھی تھی جس میں آپ کو بتایا گیا کہ آپ کی عمر 90 سال ہوگی۔ بوقت وفات آپ کی عمر تقریباً اتنی ہی تھی۔ آپ موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم علی شان ناصر صاحب (ابن مکرم بابا نور محمد صاحب مرحوم۔ آف پیرانہ ضلع اٹک) 28 اکتوبر 2014ء کو ایک حادثہ میں شدید زخمی ہونے کی وجہ سے 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ضلع اٹک کی دُور افتادہ دیہاتی جماعت ”پیرانہ“ میں آپ کا اکیلا احمدی گھرانہ تھا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی والدہ کے نانا حضرت بابا نواب خان صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوا۔ آپ نے صدر جماعت پیرانہ، زعیم و ناظم انصاراللہ ضلع اٹک کے علاوہ سیکرٹری تعلیم ضلع کی حیثیت سے خدمات کی توفیق پائی۔ قبل ازیں مرحوم کو سیکرٹری وصایا اور سیکرٹری رشتہ ناطہ ضلع کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ پیشہ کے لحاظ سے آپ ٹیچر تھے جس کی وجہ سے ان کے علاقہ میں وسیع رابطے اور نیک اثر تھا۔ بہترین داعی الی اللہ اور عمدہ اخلاق اور کردار کے مالک ایک مخلص انسان تھے۔ احمدیت کے لئے شمشیر برہنہ نیز خلافت کے شیدائی اور فدائی تھے۔ مرحوم میں اطاعت حد درجہ پر تھی اور پورے علاقہ میں احمدیت کی پہچان اور مثالی احمدی تھے۔ آپ موصی تھے۔ پسماندگان میں ضعیف العمر والدہ اور اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ خاتونہ بی بی (اہلیہ مکرم محمد اسماعیل صاحب کھوکھر مرحوم۔ آف انڈونیشیا) آپ 17 اکتوبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ ساری زندگی اپنے آبائی وطن اور خاندان سے دُور رہیں۔ 1973ء میں انڈونیشیا سے اس مقصد کے لئے ہجرت کر کے ربوہ آئیں کہ خلیفۂ وقت کے زیر سایہ رہنا ہے اور اولاد کی اچھی تربیت کرنی ہے تو پھر آپ نے ربوہ کو ہی اپنا وطن اور جماعت کو اپنا خاندان سمجھا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والی، صابر، ملنسار، مہمان نواز، سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ ضرورت مندوں اور یتیم بچے بچیوں کی شادیوں میں مدد کیا کرتی تھیں۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم انڈونیشین طلباء کی بہت حوصلہ افزائی کرتی تھیں اور ان کا حتی الوسع خیال رکھتی تھیں۔ گزشتہ دس سال سے ہر سال جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کر رہی تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور سات بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم سعادت احمد پراچہ صاحب (ابن مکرم بشارت احمد پراچہ صاحب۔ آف بھیرہ) 18 اکتوبر 2014ء کو 73 سال کی عمر میں جنیوا میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم صوفی عبدالغفور صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ امریکہ اور چین کے بھانجے تھے۔ 1973ء میں جنیوا (سوئٹزرلینڈ) آئے۔ 20 سال آپ کو صدر جماعت جنیوا کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آغاز جوانی سے پابند صوم و صلوٰۃ، تہجد گزار، باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے والے، سادہ مزاج، ملنسار، مہمان نواز اور مخلص انسان تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ خلافت سے والہانہ اور گہری وابستگی اور محبت کا تعلق رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی خلافت سے گہری وابستگی اور تعلق رکھنے کی خاص طور پر تلقین کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ میں احباب جماعت کے علاوہ خاصی تعداد میں غیر از جماعت افراد بھی شامل ہوئے۔

(5) مکرم سلیم ناصر ملک صاحب (ابن مکرم مولانا ظہور حسین صاحب مرحوم مبلغ بخارا۔ روس) 20 اگست 2014ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی نیو جرسی (امریکہ) میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے مجلس انصاراللہ امریکہ میں پہلے قائد تعلیم اور پھر قائد تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح مجلس سنٹرل جرسی میں بطور زعیم مجلس انصاراللہ بھی کام کرتے رہے۔ 2008ء میں آپ نے مجلس انصاراللہ امریکہ سے لائف ٹائم اچیومینٹ ایوارڈ حاصل کیا۔ آپ نمازوں کے پابند، پرہیزگار، شفیق، نظام جماعت کا مکمل احترام کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے وفا کا تعلق تھا۔

(6) مکرم چوہدری ظفراللہ ساہی صاحب (ابن حضرت چوہدری شاہ محمد صاحبؓ۔ آف لاہور) 23 جون 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد حضرت چوہدری شاہ محمد صاحبؓ، حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ 1981ء سے 1986ء تک آپ کو صدر حلقہ اچھرہ لاہور خدمت کی توفیق ملی اور پھر اسی حلقہ میں چار سال زعیم انصاراللہ بھی رہے۔ مرحوم انتہائی منکسر المزاج، بے نفس اور مہمان نواز انسان تھے۔ چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی۔ جماعتی کاموں اور پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خلافت سے نہایت اخلاص کا تعلق تھا۔ اپنے حلقہ کے امام الصلوٰۃ بھی تھے۔

(7) مکرم چوہدری ارشاد احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری غلام احمد گجر صاحب۔ آف گنگاپور ضلع فیصل آباد) 28 اگست 2014ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بوقت وفات آپ جماعت احمدیہ گنگاپور ضلع فیصل آباد کے سیکرٹری مال اور صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ علاوہ ازیں دیگر مختلف جماعتی عہدوں پر بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ جماعت کے نامساعد حالات کا ہمیشہ دلیری اور خندہ پیشانی سے سامنا کیا۔ آپ بہت مخلص، دیندار، صلح جُو، مالی قربانی میں پیش پیش اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے انسان تھے۔

(8) مکرم نصیر احمد کریم صاحب۔ آف کوئٹہ 16 جون 2014ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حلقہ سریاب پارک میں زعیم مجلس انصاراللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی اور بیت المسرور کی تعمیر کے دوران اکاؤنٹس کے کام کی نگرانی کرتے رہے۔ آپ کی مالی قربانی اور جماعت سے وابستگی قابل رشک تھی۔

(9) مکرم تنویر حسین صاحب (ابن مکرم طاہر حسین صاحب۔ آف واہ کینٹ) 29 اگست 2014ء کو 21 سال کی عمر میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد گھر واپس آتے ہوئے ایک حادثہ میں رکشہ سے گرے اور ایک Dumper کے نیچے آکر موقع پر ہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو جو بھی جماعتی کام دیا جاتا رہا ہمیشہ احسن طریق پر اور بروقت بجالاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر150)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اکتوبر، نومبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

احمدیہ سکول کے خلاف پراپیگنڈا

بیت ناصر آباد ربیت دریائی، ضلع مظفر گڑھ، اکتوبر 2014ء: یہاں جماعتِ احمدیہ کے زیرِ انتظام چلنے والے ایک تعلیمی ادارہ ’ناصر پبلک سکول‘ کے خلاف مخالفینِ احمدیت کچھ عرصہ سے سرگرم ہیں۔ یہ سکول اپنی شہرت اور نیک نامی کے باعث مخالف ملّاؤں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ تفصیلات کے مطابق مخالف ملّاؤں میں سے کسی نے پاس ہی واقع علاوہ ’اڈارنڈ‘ میں ایک سکول کھول رکھا ہے لیکن اس کے مقابلہ پر ’ناصر پبلک سکول‘ کی نیک نامی بہت زیادہ ہے اور یہاں غیر احمدی طلباء کثرت سے تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ ملّاں اپنے سکول کے معیار کو بہتر بنانے کی بجائے ایک ’پرانا ہتھکنڈہ‘ استعمال کرتے ہوئے اپنے مدِّ مقابل سکول کو بدنام کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ ملّاں کا کہنا ہے کہ احمدی اپنے سکول میں مسلمان بچوں کو تبلیغ کر کے کافر بنا رہے ہیں اس لیے ان کا سکول بند کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے یہ افواہ بھی اڑا رکھی ہے کہ اس سکول کے خلاف ایک رِٹ ہائی کورٹ میں داخل کی جاچکی ہے اور جلد ہی احمدیوں کا سکول بند ہوجائے گا۔

مزید برآں ملّاں اس سکول کے خلاف ایک جلوس نکالنے اور جلسہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس جلسہ کی تشہیر کے لیے انہوں نے بہت سارے پوسٹرز چھپوا کر جابجا چسپاں کررکھے ہیں۔

عبدالستار ایدھی ’واجب القتل‘!

دو سال قبل جماعتِ احمدیہ برطانیہ کی جانب سے پاکستان کے ایک نامور فلاحی ادارے کے مہتمم اور سماجی کارکن عبدالستار ایدھی کو بے لوث انسانی خدمات کے اعتراف میں ’پیس پرائز‘ کے لیے نامزد کیا گیا تھا۔ عبدالستار ایدھی نے یہ انعام قبول کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کے بارے میں تعریفی اور دعائیہ کلمات کہے تھے۔ اس بیان پر آگ بگولا ہوتے ہوئے تحفظ ختمِ نبوّت والوں نے ایک پمفلٹ شائع کیا جس کی تحریر پر نظر ڈالنے سے اس تنظیم سے تعلق رکھنے والی ’شخصیات‘ کی ذہنی پستی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس پمفلٹ میں عبدالستار ایدھی کی تصویر بھی شائع کی گئی۔ تحریر کے بعض حصے ذیل میں درج ہیں:

”قادیانیوں کے لئے دعا کرنے والا عبدالستار ایدھی ملعون

ایدھی نے اپنے ایک ویڈیو بیان میں کہا ہے کہ میں قادیانیوں کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے امن انعام دیا ہے اور میں قادیانی جماعت کے لئے دعاگو ہوں۔

اے ایدھی تو ......قادیانیوں کے لئے دعا کرنے سے پہلے مرکیوں نہیں گیا؟

......لے پھر آج ہم تمام امّتِ مسلمہ تیرے لئے بددعا کرتے ہیں اللہ تجھے برباد کردے۔ اللہ تجھے نشانِ عبرت بنادے۔ اللہ تجھے بے کفن موت دے۔

ورلڈ تحفظ ختم نبوّت کونسل لاہور“

اس نفرت انگیز، بے بنیاد اور جھوٹے پمفلٹ کے سراسر قانون کے مخالف ہونے کے باوجود انتظامیہ نے یہ پمفلٹ شائع کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ حکومتِ پاکستان کا ایسے شدّت پسندوں کے خلاف چشم پوشی سے کام لینا ملکِ پاکستان کو مذہبی شدّت پسندی کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جانے کا باعث بن رہا ہے۔

برطانیہ میں ختمِ نبوّت کانفرنس

لاہور سے شائع ہونے والے ایک دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے اخبار ’روزنامہ اسلام‘ نے اپنی 11ستمبر 2014ء کی اشاعت میں ختمِ نبوّت کانفرنس (برطانیہ) کے بارہ میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ کے مطابق یہ کانفرنس برطانیہ کے شہر برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد میں منعقد ہوئی جس میں پاکستان سمیت دیگر ممالک سے بڑے بڑے ملّاؤں نے شرکت کی۔ حاضرین میں بڑی تعداد میں مسلمان شامل تھے۔ اس میں شامل شرکاء نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف بہت کچھ کہا۔ اس رپورٹ سے کچھ نکات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

ملّاں عبدالعزیز نے کہا کہ ’آپ لوگوں نے یہاں اس کانفرنس میں شامل ہوکر یہ ثابت کردیا ہے کہ مسلمان کچھ بھی برداشت کرسکتے ہیں لیکن ناموسِ رسالت پر کوئی حرف برداشت نہیں کرسکتے۔‘

کراچی سے تعلق رکھنے والے ملّاں عبدالرزاق اسکندر نے کہا کہ ’قادیانی ختمِ نبوت کے منکر، اسلام اور ملک کے دشمن ہیں۔ دلیل کے ساتھ ان کا علمی تعاقب پوری دنیا میں کرتے ہوئے ان کے کفر کو بے نقاب اور نسلِ نو کے ایمان کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔‘

کوئی پوچھنے والا ان سے پوچھے کہ کیا ان کے پاس جماعتِ احمدیہ کے خلاف کوئی حقیقی دلیل موجود ہے یا یہ لوگ دلیل کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کا علمی تعاقب کرتے ہیں!

اس کے علاوہ اس جلسہ سے متعدد تنظیموں سے تعلق رکھنے والے ملّاؤں نے خطاب کیا اور وہی پرانی باتیں، پرانے الزامات اور پرانے دعوے بیان کرکے عوام کے جذبات کو مشتعل اور سستی داد وصول کرکے چلتے بنے۔ اس کانفرنس میں بیس سے زائد لوگوں نے تقاریر کیں۔

غیر مسلم کو ’اسلامیات‘ پڑھانے کی اجازت نہیں

لاہور، 23/ اکتوبر 2014ء: لاہور سے شائع ہونے والے اخبار The Exspress Tribune میں ایک خبر شائع ہوئی جس کے کچھ حصے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

’لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس عبدالعزیز شیخ نے ایک پٹیشن کو سنا جس میں مدعی نے یہ درخواست دائر کی تھی کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت جاری ہونے والی لیکچرار کی پوسٹوں پر کسی ’غیر مسلم‘ کو ’اسلامیات‘ پڑھانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

اس موقع پر ہائی کورٹ کے جج نے پنجاب پبلک کمیشن سروس کے سترہ لوگوں کو انٹرویو کے لئے جاری کیے جانے والے نوٹس کو کالعدم قرار دینے کے لئے دائر کی جانے والی پٹیشن کو سنا۔ تفصیلات کے مطابق مدعی ملّاں عزیز الرحمان نے سال 2012ء میں باقاعدہ طور پر عدالت میں درخواست دائر کر کے غیر مسلموں کے ’اسلامیات‘ کے مضمون کے پڑھانے پر حکمِ امتناعی حاصل کیا ہوا ہے۔ اس درخواست کو دائر کرنے کا تمام تر مقصد ان احمدیوں کے انٹرویو کے نوٹس کو کالعدم قرار دلوانا تھا جسے پنجاب پبلک سروس کمیشن نے جاری کیا تھا۔ یہ تمام امیدوار پنجاب پبلک سروس کمیشن کے بتائے گئے تمام تر ضروری معیاروں پر پورا اترتے ہیں۔

جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں!

عالم گڑھ، ضلع گوجرانوالہ، 27/ نومبر 2014ء: یہاں کے مقامی باشندے گزشتہ کئی ہفتوں سے جماعتِ احمدیہ کے خلاف کارروائیوں میں مشغول ہیں۔ علاقہ میں رہنے والے احمدیوں نے مقامی انتظامیہ اور پولیس کو صورتحال سے آگاہ کررکھا ہے۔ ان مخالفین نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف بینرز بھی آویزاں کررکھے ہیں۔

پولیس نے جب صورتحال بگڑتے دیکھی تو فتنہ پروروں میں سے تین کو زیرِ حراست لے کر ان کے خلاف MPO-16 کے تحت ایک مقدمہ درج کردیا۔

مخالفین اس پر برانگیختہ ہوئے اور ایک جلوس نکال کر پولیس اسٹیشن چلے گئے۔ انہوں نے پولیس پر دباؤ ڈالا جس پر قانون کے محافظوں نے ’خوفزدہ‘ ہوکر اس پرچہ کے بالمقابل تین احمدیوں کے خلاف ایک مقدمہ کرکے انہیں زیرِ حراست لے لیا۔

یہ مقدمہ اینٹی احمدیہ آرڈیننس دفعہ 298-C کے تحت مورخہ 27 نومبر 2014ء کو تھانہ دولت نگر میں تین احمدیوں منیر احمد، فیصل احمد اور سلیم احمد کے خلاف زیرِ ایف آئی آر نمبر 358/14 درج کیا گیا۔ حالات ناموافق ہونے کی وجہ سے گرفتار کیے جانے والے ان تین احمدیوں کو گجرات جیل میں منتقل کردیا گیا۔ اگر ان تینوں احمدیوں پر ان کا ’جرم‘ ثابت کردیا گیا تو انہیں تین سال قید اور جرمانہ کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔

اس واقعہ کے دو دن بعد مخالفینِ احمدیت نے اس گاؤں میں ایک جلوس نکالا جس میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف نعرہ بازی کی اور نفرت انگیز تقاریر کیں۔

سانحہ گوجرانوالہ، کچھ تأثرات

ربوہ: پنجاب کے بہترین ہسپتالوں میں سے ایک ہسپتال ’طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ‘ کے ایڈمنسٹریٹر نے لندن میں ہونے والی اپنی ایک تقریر میں بیان کیا:

’...... ہم سب کو پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں ہونے والا سانحہ یاد ہے۔ اسلام کے نام پر درندہ صفت لوگوں نے نہتّے احمدیوں پر حملہ کرکے ان کے مال واسباب کو لوٹا اور ان کے گھروں کو آگ لگادی تھی۔ ان احمدیوں میں معصوم عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ ان خواتین میں ایک بہادر عورت ’مبشرہ‘ بھی شامل تھیں جو آٹھ ماہ کی امید سے تھیں۔ اس واقعہ میں ان کے پیٹ میں موجود بچہ نہ بچ سکا تھا جبکہ مبشرہ کے پھیپھڑوں کو بھی دھوئیں کے باعث شدید نقصان پہنچا تھا۔ اس بیماری کو انگریزی میں Adult Respiratory Distress Syndrome کہتے ہیں۔ اس بیماری میں مبتلا ہوکر زیادہ تر لوگ اللہ کو پیارے ہوجاتے ہیں۔ یہ بہادر خاتون کچھ عرصہ تک لائف سپورٹ (ventilator) پر زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور افرادِ جماعت کی دعاؤں کی بدولت روبصحت ہونا شروع ہوگئیں اور گویا کہ انہیں دوسری زندگی ملی۔ جب وہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ سے ٹھیک ہوکر جارہی تھیں تو واپسی پر انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا ’ڈاکٹر نوری جزاکم اللہ۔ میں نے اللہ کے وجود کا ثبوت دیکھ لیا ہے‘۔

’اسی طرح دو احمدی جو اس سانحہ میں زخمی ہوئے تھے انہیں اس سانحہ کے بعد صدمہ سے دل کا دورہ پڑ گیا اور وہ اسی ہسپتال میں علاج کے لئے پہنچے۔ ایک کا تو فوری طور پر آپریشن کرنا پڑا جبکہ دوسرے کی اینجیو پلاسٹی کرکے ان کے دل میں سٹنٹ ڈالنا پڑا۔ انہوں نے آنسوؤں سے ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ کہا ’ہمیں یہ تو معلوم تھا کہ اللہ آسمان پر کہیں موجود ہے لیکن اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اللہ تو ہمارے دلوں میں بستا ہے۔‘

گجرات میں احمدی کی تدفین، ایک مسئلہ

فتح پور، گجرات، یکم نومبر 2014ء: یہاں کے ایک احمدی مرزا صداقت احمد 19/ نومبر کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ ان کی تدفین اگلے روز گیارہ بجے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مشترکہ قبرستان میں ہونا طے پائی۔ اس پر گاؤں کے نمبردار نے مرحوم کے رشتہ داروں کو بتایا کہ گاؤں میں کچھ فتنہ پرداز لوگ اس تدفین کے خلاف ہیں اور انہوں نے پولیس میں ایک تحریری درخواست دے دی ہے جس پر پولیس انسپکٹر اس معاملہ کے حل کے لئے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

20/ نومبر کو صبح نو بجے سے ہی گاؤں میں موجود غیر احمدیوں کی مسجد سے احمدیوں کے خلاف گندی زبان میں نفرت انگیز باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو قبرستان میں جمع ہونے کے لئے اعلانات ہونے لگے جس پر لوگ قبرستان میں جمع ہونا شروع ہوگئے۔ پولیس قریباً نو بجے صبح نمبردار کے گھر پہنچی جہاں فریقین سے بات چیت کا آغاز ہوا۔ احمدیوں نے انتظامیہ سے کہا کہ چونکہ مرحوم اسی گاؤں کے باسی تھے اس لئے یا تو انہیں مشترکہ قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے، یا احمدیوں کو الگ قبرستان کی جگہ الاٹ کی جائے، یا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اس موقع پر مشترکہ قبرستان میں تدفین کی اجازت دے دی جائے اور آئندہ کے لئے احمدیوں کو جگہ الاٹ کردی جائے۔ مخالفین کو ان تمام باتوں میں سے جو کہ معقول نوعیت کی تھیں ایک بھی قبول نہ تھی۔ اس پر پٹواری نے پولیس کی موجودگی میں احمدیوں کے قبرستان کے لئے الگ سے جگہ کی نشاندہی کردی۔ اور اس جگہ میں مرحوم کی تدفین شام چار بجے عمل میں لائی گئی۔ پولیس کو اس تدفین کے دوران وہیں رکنا پڑا۔

معاملہ کے طے ہونے کے باوجود بشارت جٹ نامی ایک مخالفِ احمدیت نے ایک ملّاں ثاقب شکیل جلالی کو وہاں بلوایا جس نے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکایا اور انہیں احمدیوں سے بائیکاٹ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی مسجد پر حملہ کرنے پر لوگوں کو ابھارا۔

جس دن مرزا صداقت احمد کی تدفین ہوئی اسی دن قریب ہی واقع ایک گاؤں محمد آباد میں احمدیہ مسجد پر حملہ کیا گیا اور اسے نقصان پہنچایا گیا۔ اس مسجد کو پولیس نے آٹھ ماہ قبل سربمہر (seal) کردیا تھا۔ اس معاملہ کو عدالت میں لے جایا گیا ہے جس پر کارروائی جاری ہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم محمد اسلم ناصر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 دسمبر 2010ء میں مکرم ابن کریم صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم ماسٹر محمد اسلم ناصر صاحب کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ 1971ء میں ہم خوشاب کے ایک گاؤں سے بغرض تعلیم ربوہ منتقل ہوئے۔ یہاں کے سکول میں ہمارے اساتذہ کے چہروں سے عجیب قسم کی طمانیت پھوٹتی تھی اور احمدیت کی محبت عیاں ہوتی تھی۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم حنیف صاحب المعروف سارچُوری بہت ہی قابل استاد، لٹریری مزاج اور بڑے نڈر داعی الی اللہ تھے۔ مجھے اُن کے ساتھ متعدد دیہات میں جاکر تبلیغ کے مواقع ملتے رہے۔ مکرم ماسٹر محمد اسلم بٹ صاحب عربی کے استاذ تھے، نہایت منکسر المزاج اور جماعتی خدمات میں پیش پیش۔ سالہا سال احمد نگر میں صدر جماعت رہے۔ مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب بھی اپنے محلّہ میں صدر جماعت رہے۔ نماز کے اس قدر پابند کہ ایک بار گھوڑی چوری ہوگئی اور کہیں سے پتہ چلا فلاں طرف کسی کو لے جاتے دیکھا گیا ہے۔ پہلے اُدھر جانے لگے لیکن پھر سوچا صبح جمعہ ہے اگر اتنے فاصلے تک گیا تو جمعہ رہ جائے گا۔ چنانچہ جمعہ کو اہمیت دی اور اللہ پر توکّل کیا۔ خدا تعالیٰ کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اُسی رات گھوڑی خودبخود گھر پہنچ گئی۔ مکرم ماسٹر بشیر احمد وڑائچ صاحب خاموش طبع، فرشتہ سیرت اور کم گو مگر کلاس میں ڈسپلن کے بہت پابند۔ مکرم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب ریحان سادہ مزاج، دیہاتی اور شہری ماحول کا حسین امتزاج تھے۔ بظاہر زراعت کے ماسٹر مگر اردو پر بھی دسترس تھی۔ مکرم ماسٹر رشید احمد زیروی صاحب بڑے بارُعب، انگریزی کے ماہر تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کردیا۔ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب نہایت دھیمے مزاج کے تھے۔ زمین پر آہستگی سے چلنے والے اور عاجزی انکساری والے وجود تھے۔ انصاراللہ میں بھی خدمات کیں۔ محلّہ کی سطح پر بھی صدر محلّہ رہے۔ مکرم ماسٹر مسعود احمد صاحب بہت محنتی، فعّال اور طلبہ پر خوب کڑی نگرانی رکھنے والے وجود تھے۔ اور ایک بہت ہی معتبر نام مکرم ماسٹر چوہدری محمد اسلم ناصر صاحب کا بھی ہے۔ آپ بعد میں میرے صہری رشتہ دار بھی بن گئے اور یوں قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ملنسار، مہمان نواز اور بہت محبت کرنے والے انسان تھے۔ ان کی محبت اور دلنواز شخصیت کے سبھی گرویدہ ہوجاتے تھے۔

محترم محمد اسلم ناصر صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور کے زمیندار گھرانے کے اکلوتے چشم وچراغ تھے۔ قیام پاکستان کے بعد لائل پور کے ایک گاؤں میں آباد ہوئے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کیا۔ بی ایڈ کے بعد 1965ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ملازمت کرلی۔ آپ بڑی باوقار اور جاذب نظر شخصیت کے حامل تھے۔ آواز بڑی بارُعب تھی۔ احمدیت کی محبت غالب تھی۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں خدا نے عطا کئے تو بڑا بیٹا (مکرم تنویر احمد صاحب مربی سلسلہ) وقف کردیا۔ باقی بچے بھی اچھے تعلیم یافتہ، شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

آپ بڑے ہی مہمان نواز تھے۔ قریبی رشتہ دار کئی کئی سال آپ کے ہاں مقیم رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعض رشتہ دار خواتین نے اپنی بیوگی کے کئی کئی سال آپ کے گھر میں گزار دیئے۔ آپ کا کوئی عزیز بغرض علاج ربوہ آتا تو قیام آپ کے ہاں ہوتا۔ آپ علاج معالجہ کرواتے اور ہر پہلو سے حسن سلوک کرتے۔

1978ء میں آپ کی گردن پر شدید اعصابی حملہ ہوا جس کے نتیجہ میں گردن سیدھی نہ ہوتی تھی۔ مگر آپ نے اپنے فرائض میں کمی نہ ہونے دی۔ تاہم تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ پاکستان کے چوٹی کے نیوروسرجنز نے جواب دے دیا اور جب بات زندگی سے بھی نااُمیدی تک پہنچ گئی تو آپ ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کے لئے گئے اور اپنے علاج کی تفصیل عرض کی۔ تب حضورانور نے وہیں ہاتھ اُٹھا کر دعا کروائی اور دعا کے بعد فرمایا: اللہ فضل فرمائے گا۔ حضورؒ نے آپ کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ اُسی روز سے اللہ تعالیٰ نے یہ تکلیف شفا کی طرف موڑ دی اور بالآخر چند ماہ بعد مکمل شفا عطا فرمادی۔

آپ 2009ء میں جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہوئے تو ایک دن آپ کے آبائی گاؤں تلونڈی جھنگلاں کے سکھ نمبردار آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے، دعوت کی اور آپ کی بچیوں کے لئے چادریں دیں۔ آپ نے بتایا کہ یہ لوگ ایک سال قبل ننکانہ صاحب یاترا پر آئے تھے تو آپ اپنے بچوں کے ساتھ جاکر انہیں ملے۔ ان کی خاطر مدارات کی اور تحائف دیئے۔ اس طرح روابط بڑھاتے اور پیغام حق پہنچانے کا موقع تلاش کرتے۔

آپ کی فیّاضی، صلح جُوئی اور اپنا حق مار کے دوسروں کو آسائش مہیا کرنے کی ایک مثال اُس وقت قائم ہوئی جب لیّہ میں واقع آپ کی زمین کا ایک قریبی زمیندار راستہ کی مشکل میں گرفتار تھا کیونکہ کسی مخالف نے اُس کی زمین کا راستہ بند کردیا تھا۔ مکرم ماسٹر اسلم صاحب کے مزارع نے اُس غیرازجماعت زمیندار سے کہا کہ آپ کے پاس ربوہ چلا جائے۔ اُس نے آپ کے بارہ میں کہا کہ ہم اُنہیں جانتے ہیں، سالہا سال سے ہم اُن کی زمین کاشت کرتے ہیں اس لئے آپ لوگ ان کے پاس جاکر اپنی مشکل بتاؤ اور دوسرے مخالفین سے جھگڑا چھوڑو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان لوگوں کے کہنے پر محترم ماسٹر صاحب ازخود اپنے بیٹے کے ہمراہ زمین پر گئے اور اپنی زیرکاشت زمین میں سے ہمسایہ کو راستہ دے دیا۔

آپ کی ایک نسبتی ہمشیرہ بچی کی پیدائش کے وقت وفات پاگئیں تو آپ نے نومولود بچی کو گود لے لیا۔ اپنی بچیوں جیسا پیار کیا۔ اس کو اچھی تعلیم (ایم ایس سی) دلوائی اور اپنی دوسری بیٹیوں کی طرح ہی اُس کو رخصت کیا۔ بلکہ اپنے بیٹے کو بھی نصیحت کی کہ اس بچی کو بھی جائیداد میں سے اُسی طرح حصہ دینا ہے جس طرح دوسری بہنوں کو۔

1974ء اور 1984ء کے پُرآشوب زمانے آپ نے ربوہ کے سکول میں ہی پڑھاتے ہوئے گزارے۔ تاہم بعض حاسدوں نے 1982ء میں ایک مقدمہ کردیا اور آپ کو پانچ دن اسیر راہ مولا رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعد میں ترقی پاکر ضلع گجرات اور پھر ربوہ سے چند میل کے فاصلہ پر متعین رہے۔ ہر جگہ مخالفانہ طرزعمل نظر آتا لیکن جلد ہی آپ کے کردار کی وجہ سے محبت میں بدل جاتا۔

محترمہ سلمیٰ مطہرہ صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3 دسمبر 2010ء میں مکرم منور علی شاہد صاحب نے اپنے مضمون میں اپنی خوشدامن محترمہ سلمیٰ مطہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم میاں عبدالرشید فاروقی صاحب مرحوم کا ذکرخیر کیا ہے جو 16 مارچ 2010ء کو لاہور میں حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئی تھیں۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ جنوری 1991ء میں خاکسار کی شادی ہوئی۔ اس وقت سے لے کر وفات تک میری ساس صاحبہ نے کبھی مجھے یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ میری ماں نہیں تھیں۔ آپ کی 7 بیٹیاں اور 5 بیٹے ہیں۔ مجھ سے رشتہ صرف اسی بات پر طے کردیا کہ مجھے جماعتی خدمت کی سعادت مل رہی تھی۔ اپنی پانچوں بہوؤں کے ساتھ حسن سلوک ایسا تھا کہ مَیں نے انیس سالوں میں کبھی بھی آپ کو بیٹی یا بہو کے درمیان کوئی فرق کرتے نہ دیکھا۔ بلکہ بیٹی سے بڑھ کر بہو کے ساتھ حسن سلوک ہوتا تھا۔ آپ انتہائی عبادت گزار، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والی اور غرباء، مساکین کی مثالی انداز میں مدد کرنے والی ہستی تھیں۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ انتہائی شفقت و محبت کا برتاؤ کرنے والی صابروشاکر اور عملی طور پر دین کو دنیا پر فوقیت دینے والی عالم باعمل خاتون تھیں۔

میرے سسر محکمہ خوراک میں ملازم تھے۔ دو کمروں کے سرکاری کوارٹر میں رہائش تھی۔ گھر کے کُل 14/افراد تھے۔ لیکن نمازوں خصوصاً باجماعت نماز سے اس قدر عقیدت تھی کہ ایک کمرہ بطور مرکزِ نماز وقف کر رکھا تھا۔ چنانچہ عشاء کی نماز کے بعد جلد سونا اور فجر کی نماز سے پہلے کمرہ تیار کرنا آپ کا معمول تھا۔ رشتہ داروں اور اہل محلّہ کے بار بار کہنے کے باوجود اپنے گھر میں نماز سنٹر کو ختم نہ کیا۔ وفات سے قبل ہسپتال میں بھی اشاروں سے نماز کی ادائیگی کی تلقین کرتی رہیں۔

آپ حضرت عبدالعزیز مغل صاحبؓ کی بیٹی اور حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ رئیس لاہور کی پوتی تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ بعثت سے قبل ان کے ہاں بھی قیام فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ (مرہم عیسیٰ والے) مرحومہ کے تایا تھے۔ حضرت اماں جانؓ نے حضرت عبدالعزیز مغل صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی جیب کی گھڑی بطور یادگار تحفہ دی تھی۔ جب اُن کی وفات ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لاہور میں ہی تھے۔ حضورؓ ان کے ہاں تشریف لائے، مرحوم کا چہرہ دیکھا اور جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا۔

محترمہ سلمیٰ مطہرہ صاحبہ کا بچپن دہلی دروازہ کی مبارک منزل میں گزرا تھا جہاں بزرگان سلسلہ بکثرت تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ اکثر اپنے بزرگوں اور حضرت اماں جانؓ کے متعلق اپنے کئی مشاہدات بیان کیا کرتی تھیں۔ آپ کی شخصیت اتنی بااثر اور مسحورکن تھی کہ بچے، بڑے اور گھر میں کام کرنے والی خواتین بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہتی تھیں۔

آپ نہایت جانفشانی اور پوری دیانتداری کے ساتھ جماعتی خدمات بجالاتیں۔ اپنے حلقہ میں لجنہ کی لمبا عرصہ نگران اور سیکرٹری مال رہیں۔ اصلاح وارشاد کے شعبہ میں بھی کام کیا۔ اپنی بیٹیوں میں بھی خدمت دین کی روح پیدا کی۔ گھر آنے والے ہر شخص کی مہمان نوازی کرنے کی کوشش کرتیں۔ ہر وقت باوضو رہتے ہوئے دعاؤں اور عبادت میں مصروف رہتیں۔ کئی بار خواب کے ذریعہ کسی بچہ کی تکلیف یا مشکل کی اطلاع مل جاتی تو اُسے فون کرتیں۔ دوسرا حیران ہوجاتا کہ آپ کو کیسے واضح طور پر بتایا گیا تھا۔

غریبوں اور مستحقین کی امداد میں بہت حصہ لیتیں۔ مریم شادی فنڈ کی تحریک میں نقدی کے علاوہ درجنوں لڑکیوں کی شادی کے لئے قیمتی اور اعلیٰ کپڑے بھجوائے۔ آپ غریب پرور اور ہرایک کا دکھ محسوس کرنے والی فرشتہ سیرت وجود تھیں۔

آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترم راجہ علی محمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 دسمبر 2010ء میں مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب نے اپنے مضمون میں محترم راجہ علی محمد صاحب سابق امیر ضلع گجرات کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرم راجہ علی محمد صاحب PCS آفیسر تھے اور افسر مال ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ چھمی چوآ سیدن شاہ کے رہنے والے تھے اور کوٹ راجگان میں مستقل رہائش تھی۔ آپ کی دوسری شادی محترم ملک برکت علی صاحب (آف کھوکھر غربی) کی بڑی صاحبزادی (محترمہ شریف بیگم صاحبہ) سے ہوئی جو خالد احمدیت ملک عبدالرحمان خادم صاحب کی بڑی بہن تھیں۔ محترم راجہ غالب احمد صاحب آف لاہور آپ کے بڑے صاحبزادہ اور مکرم منیر احمد شیخ شہید (سابق امیر ضلع لاہور) سب سے چھوٹے داماد تھے۔

محترم راجہ صاحب قیام پاکستان سے قبل قادیان میں رہائش پذیر تھے۔ پاکستان بنا تو پہلے گجرات رہائش اختیار کرلی اور 1968ء میں لاہور آگئے۔ یہیں 1972ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

محترم راجہ صاحب مرحوم میرے استاد اور محسن تھے۔ میری والدہ سوتیلی تھیں اس لحاظ سے آپ مجھے بہت پیار کرتے اور بغیر کسی کو بتائے میری ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ آپ نے میرے والد چوہدری عنایت اللہ صاحب کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے مجھے اپنے پوتوں جیسا سمجھتے تھے۔ اور میں روزانہ کالج سے واپسی پر سیدھا آپ کے گھر جاتا۔ آپ مجھے انگلش پڑھاتے۔ اکثر دوپہر کا کھانا اُن کے پاس کھاتا۔ بڑے مہمان نواز، بارعب شخصیت کے مالک، صاحب علم اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ آپ نے 1967ء میں اپنے ذاتی خرچ سے اپنے گاؤں کوٹ راجگان میں احمدیہ مسجد طیبہ تعمیر کروائی۔ جماعتی عہدیداران کی بہت خاطر مدارات کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی خلافت سے چند ماہ قبل گجرات تشریف لائے تو راجہ صاحب کے گھر بڑی شاندار دعوت ہوئی جس میں چند معززین اور احباب جماعت بھی مدعو تھے۔

راجہ صاحب ایک خواب کے ذریعہ احمدی ہوئے تھے اور ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے تھے۔ 1964ء میں آپ نے ایک قیمتی قطعہ اراضی کسی زمیندار کو بیچا اور 65ہزار روپیہ زبانی بیعانہ وصول کیا۔ بیعانہ کے بعد دوسرے فریق نے چار دیواری بنالی اور ایک دروازہ راجہ صاحب کی باقی زمین کی طرف رکھ لیا جو کہ غلط تھا اور معاہدہ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
January 23, 2015 – January 29, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 23, 2015

23:25 World News
23:45 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:20 Yassarnal Quran
00:40 Opening Address At Khadeeja Mosque: Recorded on October 16, 2008.
01:35 Aadab-e-Zindagi
02:15 Spanish Service
03:05 Pushto Muzakarah
03:50 Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 10, 1998.
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:50 Reception in Bredford: Recorded on November 07, 2008.
07:55 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat
11:55 Maidane Amal Ki Kahani
12:30 Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35 Shotter Shondane
15:45 Dua-e-Mustajaab
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Reception in Bredford [R]
19:25 Open Forum
19:55 MTA Variety
20:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday January 24, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Reception in Bredford: Recorded on November 07, 2008.
02:10 Friday Sermon: Recorded on January 23, 2015.
03:25 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Atfal UK Rally: Recorded on April 24, 2011.
08:05 International Jama'at News
08:35 Question And Answer session: Recorded on July 25, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Spotlight
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:25 Atfal UK Rally [R]
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:30 Story Time
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday January 25, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:20 Atfal UK Rally: Recorded on April 24, 2011.
02:30 Story Time
02:50 Friday Sermon: Recorded on January 23, 2015.
04:05 Spotlight.
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:40 Yassarnal Quran
07:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau: Recorded on November 30, 2014.
08:05 Faith Matters
09:05 Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1996. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on December 27, 2013.
12:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 16, 2015.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
16:20 Ashab-e-Ahmad
17:00 Kids Time
17:35 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:30 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
19:35 Faith Matters
20:35 Roots To Branches
21:05 Open Forum
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday January 26, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:00 Yassarnal Quran
01:20 Bustan-e-Waqf-e-Nau: Recorded on November 30, 2014.
02:30 Roots To Branches
03:00 Friday Sermon [R]
04:15 Open Forum
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:35 Al-Tarteel
07:05 Huzoors Tour To India: Recorded on November 24, 2008.
07:30 Ilmul Abdaan
08:00 International Jamaat News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 27, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on October 03, 2014.
11:10 MTA Variety
12:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35 Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon: Recorded on April 10, 2009.
13:35 Seerat-un-Nabi
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 MTA Variety
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Huzoors Tour To India [R]
19:00 Ilmul Abdaan
19:30 Somali Service
20:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
20:30 Rah-e-Huda
22:00 Friday Sermon [R]
22:30 Seerat-un-Nabi
23:00 MTA Variety

Tuesday January 27, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:55 Al-Tarteel
01:30 Huzoors Tour To India: Recorded on November 24, 2008.
02:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:25 Kids time
03:00 Friday Sermon: Recorded on April 10, 2009.
03:40 Seerat-un-Nabi
04:25 Ilmul Abdaan
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 408.
06:00 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau: Recorded on November 30, 2014.
08:00 Alif Urdu
08:20 Australian Service
08:40 Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1996. Part 2.
09:55 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
12:05 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
12:35 Yassarnal Quran
13:05 Open Forum
13:35 MTA Variety
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Spanish Service
15:35 Aadab-e-Zindagi
16:15 Alif Urdu
16:35 From Democracy To Extremism
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:25 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
20:30 Alif Urdu
20:50 Aadab-e-Zindagi
21:30 Australian Service
22:00 From Democracy To Extremism
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday January 28, 2015

00:15 World News
00:30 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
00:55 Yassarnal Quran
01:25 Bustan-e-Waqf-e-Nau: Recorded on November 30, 2014.
02:30 Alif Urdu
02:45 Noor-e-Mustafwi
03:00 Australian Service
03:30 MTA Variety
04:10 Aadab-e-Zindagi
05:00 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:40 Al-Tarteel
07:10 Jalsa Salana Germany: Recorded on June 25, 2011.
08:05 MTA Variety
08:50 Question And Answer Session: Recorded on July 25, 1997.
10:15 Indonesian Service
11:20 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
12:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35 Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon: Recorded on April 10, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45 Kids Time
16:20 Faith Matters
17:15 Al-Tarteel
17:50 World News
18:15 Jalsa Salana Germany [R]
19:10 French Service: Horizons d'Islam
20:10 Deeni-O-Fiqahi Masail
20:45 Kids Time
21:30 Friday Sermon [R]
22:30 Intikhab-e-Sukhan

Thursday January 29, 2015

23:55 World News
00:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:40 Al-Tarteel
01:10 Jalsa Salana Germany: Recorded on June 25, 2011.
02:10 Deeni-o-Fiqahi Masail
02:50 MTA Variety
03:50 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran
07:05 Huzoor's Tour Of India: A programme documenting Huzoor's visit to India in 2008.
07:55 Adaab-e-Zindagi
08:35 Aao Urdu Seekhain
08:55 Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 11, 1998.
10:00 Indonesian Service
11:00 Japanese Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Adaab-e-Zindagi
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
15:05 Aao Urdu Seekhain
15:25 Seerat-un-Nabi
15:55 Persian Service
16:25 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor's Tour Of India [R]
19:10 Aao Urdu Seekhain
19:30 Live German Service
20:35 Faith Matters
21:30 Tarjamatul Quran Class [R]
22:35 Seerat-un-Nabi
23:15 Adaab-e-Zindagi

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 16 January , 2015 | Issue No. 03

خطبۂ عید الفطر

حقیقی عید کا تصور اکثر کے دل میں یہی ہوتا ہے کہ تمام مشکلات دور ہو جائیں اور دائمی خوشیاں حاصل ہو جائیں لیکن ان دائمی خوشیوں کے حصول کے لئے عید کو مستقل عید بنانے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہر عید دائمی خوشیوں کا خیال آنے سے یا وقتی طور پر یہ دعا کرنے سے کہ دائمی عید ہو جائے، دائمی عید نہیں بنتی۔

چھوٹی عید، بڑی عید جس کو عید قربانی بھی کہتے ہیں یا جمعہ، یہ سب عارضی عیدیں ہیں۔ اس لئے کہ حقیقی عید کا تقاضا صرف ان عیدوں کے پڑھنے سے پورا نہیں ہو سکتا۔

یہ عیدیں صرف خوشیاں منانے کے لئے نہیں آتیں بلکہ اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہیں کہ روحانی مقام بھی عارضی مقام ہوا کرتے ہیں۔

یہ عید ہمیں اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم اپنی عید کی خوشیوں کو کس طرح مستقل کر سکتے ہیں۔ کن راستوں کی تلاش کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہمیشہ سمیٹنے والے بناتے رہیں۔

جس طرح جسمانی غذا اور ضروریات انسانی زندگی کا لازمہ ہیں اسی طرح جو روحانی غذا ہے، نماز ہے، روزہ ہے، صدقہ و خیرات ہے، یہ بھی روحانی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح دوسرے احکام شریعت ہیں، وہ بھی روحانی زندگی کا لازمہ ہے۔

اسلامی اور روحانی عید کام چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ کام میں زیادتی کا نام ہے اور یہ مسلسل کام کا سلسلہ اگلے جہان میں بھی چلتا ہے لیکن مومن کے لئے وہاں مستقل عید ہو گی۔ اس کے انعامات ضائع نہیں ہوں گے۔ کام تو وہاں بھی وہ کرے گا لیکن وہی کام کرے گا جو اللہ چاہے گا۔

حقیقی عید وہی ہے جب انسان عمل میں خوشی محسوس کرنے لگے اور کام بوجھ نہ لگے۔ عبادتوں کی طرف مستقل توجہ اس کے لئے خوشی کا باعث ہو۔ خدا تعالیٰ کے لئے قربانی یا بندوں کے لئے قربانی یا نظام سلسلہ کے لئے قربانی، یہ تمام قربانیاں اس کے لئے راحت پیدا کریں، خوشی اور اطمینان کا موجب ہوں۔ یہ چیزیں اسے مشکل نہ لگیں تو پھر ایسا انسان مستقل عید حاصل کرنے والا بن جاتا ہے، ورنہ اس کے بغیر جو عیدیں ہیں یہ عارضی عیدیں ہیں۔

اکثریت جماعت کے لئے وقت کی قربانی اور مالی قربانی میں بہت راحت محسوس کرتی ہے لیکن اپنے وقتوں کو قربان کرنے کے لئے پانچ وقت نمازوں کی طرف توجہ دے کر اپنی روحانی حالت کو سنوارنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے تاکہ ان جنتیوں میں ہم شامل ہو سکیں جو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، جن کی صبحیں بھی عیدیں ہیں اور شام بھی عیدیں ہیں۔

گزشتہ دنوں پاکستان میں دو بچیوں اور ایک خاتون کی جانی قربانی کا دلگداز تذکرہ

خطبہ عید الفطر فرمودہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ 30؍ جولائی 2014ء بمطابق 30؍ وفا 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

رمضان گزر گیا اور آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عید منا رہے ہیں۔ ہم میں سے بہت سوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے لئے یہ عید حقیقی عید بن جائے۔ اس کے لئے بہت سے لوگ مجھے لکھتے بھی رہتے ہیں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی عید عطا فرمائے۔ لیکن حقیقی عید کا تصور اکثر کے دل میں یہی ہوتا ہے کہ تمام مشکلات دور ہو جائیں اور دائمی خوشیاں حاصل ہو جائیں۔ بیشک یہ بھی عید ہے۔ ایک مومن کے دل میں دائمی خوشیوں کا خیال جب آتا ہے تو اس سوچ کے ساتھ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے راضی ہونے سے یہ خوشیاں مل سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کو حاصل کرنے سے یہ خوشیاں مل سکتی ہیں۔ لیکن ان دائمی خوشیوں کے حصول کے لئے عید کو مستقل عید بنانے کی ضرورت ہے ورنہ ہر عید دائمی خوشیوں کا خیال آنے سے یا وقتی طور پر یہ دعا کرنے سے کہ دائمی عید ہو جائے، دائمی عید نہیں بنتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس پر بہت تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ میں نے اس سے بھی کچھ استفادہ کیا ہے، بعض واقعات ان سے لئے ہیں۔ تو حقیقی عید ایک مومن کے لئے اس طرح بنتی ہے جب اس کے جو لوازمات ہیں وہ بھی پورے کئے جائیں۔ ہم ہر سال عید الفطر بھی مناتے ہیں جو رمضان کے بعد آتی ہے۔ پھر ایک عید، عید الاضحیہ ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو بھی عید قرار دیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا باب ماجاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ حدیث نمبر 1098)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں۔“

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 399۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں